www.KitaboSunnat.com

طالب الہاشمی

چین اسلامک پبلشرز
اردو بازار ۰ لاہور

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاریخِ اسلام

کی

چار سو (۴۰۰) باکمال خواتین

تاریخِ اسلام کی ۴۰۶ ایسی خواتین کے تذکرے جن میں کمال کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور پایا جاتا تھا۔

طالب الہاشمی

پین اسلامک پبلشرز

اردو بازار ○ لاہور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

تاریخ اسلام کی چار سَو باکمال خواتین

مؤلف : ــــــــــ طالب الہاشمی

ناشر: محمد عثمان شمسی بین اسلامک پبلشرز اردو بازار لاہور

مطبع : ــــــــــ میٹرو پرنٹرز، لاہور

باراول :ــــ ۱۹۹۰ء ۔ بار دوم ۱۹۹۲ء

تعداد : ــــــــــ ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

کتابت : محمد حفیظ قریشی دھیدووالی (ڈسکہ) ضلع سیالکوٹ

قیمت ــــــــــ ۱۶۰-۰۰ روپے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

فہرست اسماء بلحاظ حروفِ تہجّی

www.KitaboSunnat.com

ب

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

فہرست اہم حواشی

marfat.com
www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے

- علم کی تحصیل اور اشاعت میں اپنی زندگیاں کھپا دیں۔
- حسنِ سیرت و کردار کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔
- ایثار و وفا، شجاعت و ہمت اور عزم و استقلال کی درخشاں مثالیں قائم کیں۔
- بچوں کی تعلیم و تربیت ایسی عمدگی سے کی کہ وہ قوم کے بہترین فرزند بنے۔
- تبلیغِ حق اور استخلاصِ وطن کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔
- اپنے آپ کو ہمہ تن مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے وقف کر دیا، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی سرپرستی کی، اپنی دولت کو خدا کی امانت سمجھا اور اسے نیکی کے کاموں پر بے دریغ صرف کیا۔
- اپنی دانش و حکمت اور ذہانت و طبّاعی کا سکّہ بٹھا دیا۔

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنہائے گفتنی

آج سے چند سال پہلے دو سو پچاس (۲۵۰) سے زائد صحابیاتِ رسولؐ کے تذکروں پر مشتمل میری تالیف "تذکارِ صحابیاتؓ" شائع ہوئی تو اہلِ علم نے جس ذوق و شوق سے اس کی پذیرائی کی اس نے مجھے ولولۂ تازہ عطا کیا اور میں ان باکمال خواتین کے حالات مرتب کرنے میں مشغول ہو گیا جنھوں نے صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے کسبِ فیض کیا یا جو اُن کے بعد گزشتہ چودہ صدیوں میں گزریں۔ الحمد للہ کہ کئی سال کی محنتِ شاقہ کے بعد یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ اس میں دنیائے اسلام کی چار سو (۴۰۰) سے کچھ زائد باکمال خواتین کے تذکرے ہیں۔ سب سے پہلے میں فاضلِ یگانہ علامہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب مدظلہ (ایم اے عربی ایم اے اسلامیات پی ایچ ڈی) کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ازراہِ ذرہ نوازی اس کتاب کا پیش لفظ لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ جزیل سے نوازے ——— یہ چند سطور کچھ باتوں کی وضاحت کے لیے تحریر کی جا رہی ہیں:۔

۱۔ بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے (بالخصوص مستشرقین اور ان کی تحریروں سے متاثر لوگوں میں) کہ سرورِ کائنات رحمتِ عالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے بانی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک سبھی انبیاء و مرسلین اسلام ہی کے پیغام بر تھے۔ "تاریخ اسلام" محض ایک اصطلاح ہے جس کا آغاز عام طور پر سنِ ہجری سے کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں "تاریخِ اسلام"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ انہی اصطلاحی معنوں میں استعمال کیے گئے ہیں۔

۲۔ کتاب میں بعض خواتین کے تذکرے محض تین چار سطروں تک محدود ہیں گویا یہ تذکرے "برائے نام" ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان خواتین کے مزید حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ اس کمی کی تلافی کے لیے چار سو سے کچھ زائد خواتین کے تذکرے کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

۳۔ بعض ایسی خواتین کے تذکرے بھی کتاب میں آ گئے ہیں جو جمہور مسلمین کے نزدیک اُمّتِ مُسلمہ میں شامل نہیں کی جاسکتیں، مثلاً جھیزہ (خارجیہ) غزالہ (خارجیہ) لیلیٰ بنتِ طریف (خارجیہ) قُرّۃ العین طاہرہ (بابیہ) وغیرہ۔ ان خواتین کو صرف اس لیے کتاب میں شامل کیا گیا ہے کہ وہ بہر حال دنیائے اسلام ہی میں گزری ہیں اور قریب قریب سبھی مسلم مؤرخین نے اُن کا ذکر کیا ہے۔ ان کے تذکرے صرف تاریخی نقطۂ نگاہ سے کتاب میں شامل کیے گئے ہیں۔

۴۔ "کمال" کے لُغوی معنی ہیں، گُن، لیاقت، قابلیت، ہنر، مہارت، خوبی، عمدگی، عجیب کام، انوکھی بات، اچنبھا، استادی، ازحد، نہایت، ازبس، صنعت، کاریگری، کامل، سارا، سب —— جن خواتین کے تذکرے اس کتاب میں شامل ہیں اُن میں کمال کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور پایا جاتا تھا۔ کوئی علم و فضل کے لحاظ سے باکمال تھی تو کوئی زہد و عبادت اور عرفان و سلوک کے اعتبار سے، کوئی شجاعت اور بے باکی کے لحاظ سے باکمال تھی تو کوئی ایثار و وفا اور عزم و ہمت کے اعتبار سے، کوئی ذہانت و طبّاعی کے لحاظ سے باکمال تھی تو کوئی سخن سنجی اور سخن فہمی کے اعتبار سے، کوئی ہنر اور فن کے نقطۂ نگاہ سے یگانۂ روزگار تھی تو کوئی دانش و حکمت اور تدبیرِ سیاست کے لحاظ سے۔ کسی میں بچوں کی تربیت کا بے مثال ملکہ تھا تو کسی میں استخلاصِ وطن اور تبلیغِ اسلام کا بے پناہ جذبہ تھا۔ کسی کو درسگاہیں قائم کرنے اور مساجد تعمیر کرانے کا شوق تھا تو کسی کو درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم کا، کسی کو خدمتِ خلق کی دُھن تھی تو کسی کو رفاہِ عامہ کے کاموں سے غیر معمولی شغف تھا، کسی کا دستِ سخاوت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے حد کشادہ تھا تو کوئی یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی سرپرستی میں یکتائے زمانہ تھی وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

۵۔ ہر ہجری صدی کی خواتین کے تذکرے الگ الگ ابواب میں مرتب کیے گئے ہیں۔ آغاز کی عمومی فہرست کے علاوہ ہر باب کے شروع میں متعلقہ صدی کی باکمال خواتین کی فہرست دے دی گئی ہے اور ہر ایک کے نام کے سامنے اس کے خصوصی کمال کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

۶۔ باکمال خواتین کے تذکروں کے علاوہ کتاب کے حواشی میں بھی بہت سی نامور شخصیتوں کے مختصر تذکرے آ گئے ہیں۔ امید ہے ان سے قارئین کی معلومات میں اضافہ ہوگا اور ان کو محسوس ہوگا کہ ان حواشی سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

۷۔ یہ کتاب خالص علمی، تاریخی، تحقیقی اور سوانحی نقطۂ نگاہ سے مرتب کی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ بھی اسی نقطۂ نگاہ سے کرنا مناسب ہوگا۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ کتاب کے آغاز میں ایک مقالہ شامل کر دیا جائے جس میں تفصیل کے ساتھ بتایا جائے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کیا ہیں اور ان کا دائرۂ کار کیا ہے۔ میری ناچیز رائے میں یہ موضوع سیر حاصل بحث کا متقاضی تھا اور اس قسم کا مقالہ شامل کرنے سے کتاب کی ضخامت میں غیر معمولی اضافہ ہو سکتا تھا۔ چونکہ اختصار سے کام لینے کے باوجود کتاب کی ضخامت اندازے سے کہیں زیادہ ہو گئی ہے اس لیے ایسا مقالہ شامل کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اجمالاً یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویؐ میں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض اور دائرۂ کار کے بارے میں اتنے واضح احکام موجود ہیں کہ اس سلسلے میں موشگافیاں کرنا یا ان احکام سے سیاسی یا ذاتی اغراض کے تحت اپنی مرضی کے معنی اخذ کرنا اپنے آپ کو بھی دھوکا دینے کے مترادف ہے اور دوسروں کو بھی۔

۸۔ اس کتاب میں جن خواتین کے تذکرے شامل ہیں ان کے علاوہ بھی ماضی بعید اور ماضی قریب میں بے شمار باکمال خواتین گزری ہیں۔ اللہ نے توفیق دی تو ایک اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلد میں مزید خواتین کے حالات پیش کیے جائیں گے۔

زمانۂ حاضر میں بھی باکمال خواتین کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر ان کے مقام اور مرتبہ کا تعین مستقبل کا مؤرخ ہی کر سکتا ہے اس لیے اس کتاب کو ان کے ذکر سے خالی رکھنا ہی مناسب سمجھا گیا ہے۔

قارئینِ کرام سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ وہ اس کتاب میں جو اسقام دیکھیں، ازراہِ کرم ان سے مؤلف یا ناشر کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں یہ اسقام دور کر دیئے جائیں گے۔

دخترانِ اسلام کے لیے اس فقیر کا یہی پیغام ہے کہ ؎

وہی ہے راہ ترے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں فاطمہؓ و عائشہؓ کے نقشِ قدم

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

راجیٔ غفران و شفاعت
طالب الہاشمی
۱۷ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ / ۱۷ نومبر ۱۹۸۹ء

۱۱۸۔ڈی / رضوان بلاک / اعوان ٹاؤن
ملتان روڈ۔ لاہور

کچھ دوسرے ایڈیشن کے بارے میں

الحمدللہ کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن دو سال کے عرصے میں ختم ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن کچھ ترامیم اور اضافوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اس میں ان چار خواتین کے حالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ بلجاء (ص ۹۷) حبّہ خاتون (ص ۴۰۰) حافظہ حمیدہ بیگم (ص ۷۰۰) بنت الاسلام (ص ۷۰۹)۔

قارئینِ کرام سے استدعا ہے کہ وہ فہرست میں مناسب جگہوں میں ان ناموں کا اضافہ کر لیں اور نمبر شمار کی بھی تصحیح کر لیں

ناچیز طالب الہاشمی
۱۴ مارچ ۱۹۹۲ء

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

از علامہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب ایم اے (عربی) ایم اے (اسلامیات) پی ایچ ڈی

زیرِ نظر کتاب "تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین" کے مصنف محترم طالب الہاشمی صاحب وہ باکمال بزرگ ہیں جو چالیس سے زائد ضخیم کتابیں اور بیسیوں کتابچے تصنیف کر چکے ہیں اور علمی و ادبی حلقوں میں ان کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔

کتاب لکھنا ایک فن ہے اور اس فن کی مشکلات کا صحیح اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اس دشوار گھاٹی سے گزرا ہو لیکن ہمارے محترم فاضل دوست ہاشمی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ عمیم سے تصنیف و تالیف میں خصوصی دسترس اور مہارت عطا فرما رکھی ہے۔ آسان، سلیس اور قابلِ فہم زبان، دلنشین اسلوب، علمی نکات، ادبی چٹخارے، شعر و سخن کا ذوق، تلفظ کی احتیاط، نادر کتب کے حوالے، اصل ماخذ سے مواد کی فراہمی کے لیے سعیٔ بلیغ ——— یہ وہ خصوصیات ہیں جو ان کی تصانیف میں جوہرِ آبدار کی طرح تاباں و درخشاں نظر آتی ہیں۔ ہاشمی صاحب اپنی ذات میں انجمن ہیں۔ وہ کام جو ایک علمی بورڈ انجام دیتا انہوں نے تن تنہا کر دکھایا، سیرت پر ان کی ایک کتاب پر انہیں صدرِ مملکت کی طرف سے ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔ لیکن ان کے ایک وصف جس نے مجھے بے حد متاثر کیا وہ ان کی نام و نمود اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود ستائی سے دور رہ کر "گمنام" مردِ درویش کی طرح علم و ادب کی ٹھوس خدمت ہے۔ وہ "تقریبِ رونمائی" کے رسیا نہیں بلکہ انہیں اپنے کام سے شغف ہے اور لگن سے اپنے کام میں مگن رہتے ہیں۔

انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلّم حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ظہورِ قدسی کے وقت عرب میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد کس قدر محدود تھی! لیکن یہ فیضان ہے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا جنھوں نے ہر مسلمان مرد اور عورت کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور یوں انہوں نے نہ صرف یہ کہ علم و فن میں کمال پیدا کیا بلکہ صدیوں تک اس وقت کی دنیا کے معلّم ہونے کا خوشگوار فریضہ بھی ادا کرتے رہے۔ ان میں جہاں بے شمار باکمال مردوں کے نام آتے ہیں وہاں باکمال عورتوں کے کارنامے بھی ناقابل فراموش ہیں۔

زیرِ نظر کتاب کو میں نے جستہ جستہ دیکھا۔ کہتے ہیں حُسن پہلی نظر میں ہی نگاہوں کو خیرہ کرتا اور اپنی عظمت منوا لیتا ہے۔ چنانچہ میرا تاثر یہی ہے کہ ہاشمی صاحب نے اس کے مواد کی فراہمی کے لیے خاصی تگ و دَو سے کام لیا ہے۔ اصل ماخذ تک رسائی کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب کو اصل مراجع مثلاً تہذیب التہذیب، الاصابہ، الاستیعاب، اُسدُ الغابہ، عقد الفرید، طبقات ابن سعد وغیرہا نادر کتب کے حوالوں سے مزین کیا ہے۔ بعض جگہ متن میں مذکور مختلف شخصیتوں کے تعارف کو حواشی میں بیان کیا ہے اور یوں ضمنی طور پر معلومات افزا تذکروں سے کتاب کی افادیت اور بڑھ گئی ہے۔ ایک اور مفید بات جس کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ ہاشمی صاحب نے خواتین کے تذکروں میں زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے جسے قارئین یقیناً بنظرِ استحسان دیکھیں گے۔

کتاب کے آخر میں کتابیات کی جامع فہرست دی گئی ہے تاکہ تشنگانِ علم، اساتذہ اور طلبہ مزید سیرابی کے لیے اصل مراجع سے براہِ راست استفادہ کر سکیں۔ بعض خواتین کے تذکرے بہت مختصر ہیں لیکن اس کی اصل وجہ ان پر مواد کی عدم فراہمی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کتاب لکھتے وقت جو مقصد ان کے سامنے تھا اس کا بیان خود فاضل مصنّف کی تحریر کے حوالے سے پیش خدمت ہے:

"جن خواتین کے تذکرے اس کتاب میں شامل ہیں اُن میں کمال کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور پایا جاتا تھا۔ کوئی علم و فضل کے لحاظ سے باکمال تھی تو کوئی زہد و عبادت اور عرفان و سلوک کے اعتبار سے، کوئی شجاعت اور بے باکی کے لحاظ سے باکمال تھی تو کوئی ایثار و وفا اور عزم و ہمت کے اعتبار سے، کوئی ذہانت و طبّاعی کے لحاظ سے باکمال تھی تو کوئی سخن سنجی اور سخن فہمی کے اعتبار سے، کوئی ہنر اور فن کے نقطۂ نگاہ سے یگانۂ روزگار تھی تو کوئی دانش و حکمت اور تدبیر و سیاست کے لحاظ سے، کسی میں بچوں کی تربیت کا بے مثال ملکہ تھا تو کسی میں استخلاصِ وطن اور تبلیغِ اسلام کا بے پناہ جذبہ تھا کسی کو درسگاہیں قائم کرنے اور مساجد تعمیر کرانے کا شوق تھا تو کسی کو درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم کا، کسی کو خدمتِ خلق کی دُھن تھی تو کسی کو رفاہِ عامہ کے کاموں سے غیر معمولی شغف تھا، کسی کا دستِ سخاوت بے حد کشادہ تھا تو کوئی یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی سرپرستی میں یکتائے زمانہ تھی۔"

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہاشمی صاحب کو کتابوں کی سنچری بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

احقر العباد بشیر احمد صدیقی عفی عنہٗ
یکم دسمبر ۱۹۸۹ء

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلی صدی ہجری

١- حضرت اُمّ الدرداء صغریٰ ——— (تابعیہ)
٢- حضرت اُمّ محبتہؒ ——— (〃)
٣- حضرت ذفرہؒ ——— (〃)
٤- حضرت اُمّ کلثومؒ بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ — (〃)
٥- حضرت کلثم بنت عمرو القرشیہ — (〃)
٦- اُمّ محمدؒ القرظیؒ ——— (〃)
٧- حضرت صفیہؒ بنت شیبہ — (〃)
٨- بی بی عائشہؒ بنت سعدؓ — (〃)
٩- حضرت عائشہؒ بنت طلحہؓ — (〃)
١٠- بی بی صفیہؒ بنت الحارث — (〃)
١١- حضرت عمرہؒ بنت عبدالرحمٰن — (〃)
١٢- حضرت فاطمہؒ بنت حسینؓ — (〃)
١٣- حضرت عالیہؒ بنت ایفع — (〃)
١٤- بی بی قمیرؒ بنت عمرو (عمیر) الکوفیہ (تابعیہ)
١٥- حضرت عائشہؒ بنت قدامہؓ — (تابعیہ)
١٦- حضرت سمیۃ البصریہؒ — (〃)
١٧- حضرت کبشہؒ بنت کعب (〃)
١٨- حضرت تملک کوفیہؒ — (〃)
١٩- حضرت حفصہؒ بنت عبدالرحمٰنؓ (〃)
٢٠- حضرت اسماءؒ بنت عبدالرحمٰنؓ (〃)

٢١- حضرت کریمہؒ بنت ہمامؒ — (تابعیہ)
٢٢- حضرت ہند بنت حارث فراسیہ (〃)
٢٣- حضرت فاطمہؒ بنت منذر بن زبیرؓ — (〃)
٢٤- حضرت عمرہؒ بنت قیس عدویہ بصریہ — (〃)
٢٥- بی بی صفیہ اُمّ محمد ——— (〃)
٢٦- بی بی حفصہؒ بنت سیرینؒ — (〃)
٢٧- حضرت خیرہؒ ——— (〃)
٢٨- بی بی صفیہؒ بنت ابی عبید ثقفی — (〃)
٢٩- حضرت اُمّ محمدؒ بنت قیس — (〃)
٣٠- حضرت مُیَتہؒ بنت محرز — (〃)
٣١- بی بی ملیکہؒ بنت منکدر — (〃)
٣٢- حضرت مغیرہؒ بنت حسان — (〃)
٣٣- حضرت بنانہؒ مولاۃ عبدالرحمٰنؓ — (〃)
٣٤- حضرت زینبؒ بنت مہاجر احمسیہ (〃)
٣٥- حضرت اُمّ عثمانؒ ——— (〃)
٣٦- حضرت اُمّ محمدؒ تیمیہؒ — (〃)
٣٧- حضرت اُمّ عمروؒ بنت خوّاتؓ (〃)
٣٨- حضرت حسناؒ بنت معاویہؓ — (〃)
٣٩- حضرت معاذہ عدویہؒ ——— (〃)
٤٠- حضرت سکینہؒ بنت حسینؓ (〃)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۱ ۔ حضرت عُدَیسہؒ بنتِ اہبان — (تابعیہ)

۴۲ ۔ بی بی عفیرہ عابدہؒ —— (")

۴۳ ۔ بی بی خنساء بنتِ خدامؒ — (")

۴۴ ۔ بی بی اُمّ الخیرؒ بنتِ حریش — (")

۴۵ ۔ بی بی زرقاءؒ —— (")

۴۶ ۔ بی بی دارمیۃ الحجونیہؒ —— (")

۴۷ ۔ بی بی بکارہ ہلالیہ —— (")

۴۸ ۔ حضرت جسرۃؒ بنت دجاجہ عامرہ (")

۴۹ ۔ اُمِّ عاصمؒ —— (مومنہ صالحہ)

۵۰ ۔ حضرت اُمِّ عبداللہ فاطمہؒ بنتِ حسنؓ (تابعیہ ۔ عارفہ)

۵۱ ۔ فاطمہؒ بنتِ عبدالملک — (مومنہ صالحہ)

۵۲ ۔ اُمِّ ربیعہؒ —— (مومنہ صالحہ)

۵۳ ۔ اُمِّ حکیم بنتِ قارظ (قارض) ۔ (تابعیہ شاعرہ)

۵۴ ۔ لیلیٰ الاخیلیہ —— (شاعرہ)

(۵۵) عقیلہ بنتِ ضحاک —— (")

(۵۶) حضرت اُمِّ علقمہؒ مولاۃ عائشہ صدیقہؓ — (تابعیہ)

(۵۷) اُمِّ علقمہ — (خارجیہ ۔ بیباک نڈر)

(۵۸) جہنیرہ — (خارجیہ ۔ بہادر نڈر)

(۵۹) غزالہ — (" " ")

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت اُمّ الدّرداءؒ صغریٰ

جلیل القدر صحابی حضرت ابو الدّرداءؓ انصاری کی اہلیہ تھیں۔ حضرت ابو الدّرداءؓ نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کا نام خیرۃ بنت ابی حدرد اسلمیؓ تھا۔ دوسری کا نام ہیجمہ بنت حیؒ وصابیہ تھا۔ دونوں بیویوں کی کنیت ام الدّرداء تھی۔ البتہ تخصیص کے لیے پہلی بیوی کو اُمّ الدرداء کبریٰؓ ——— اور دوسری کو اُمّ الدّرداء صغریٰ کہا جاتا ہے۔ حضرت اُمّ الدّرداء کبریٰ کو شرفِ صحابیت حاصل تھا۔ حضرت اُمّ الدّرداء صُغریٰ صحابیہ نہیں تھیں البتہ ان کا شمار جلیل القدر تابعیات میں ہوتا ہے۔ وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاگرد تھیں۔ وہ اپنے عظیم المرتبت شوہر کی وفات (۳۲ھ ہجری) کے بعد عرصہ تک حیات رہیں۔ فنِ قراءت میں یگانۂ روزگار تھیں۔ یہ فن انہوں نے اپنے شوہر سے سیکھا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اُن کو نکاحِ ثانی کا پیغام دیا تھا لیکن وہ اس پر رضامند نہ ہوئیں۔ اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں، ان کے نام یہ ہیں ——— بلالؒ، یزیدؒ، درداءؒ، نسیبہؒ۔

ان میں سے بلال اور درداء بہت مشہور ہیں۔ بلالؒ کی کنیت ابو محمدؒ تھی وہ عرصہ تک دمشق کے قاضی رہے۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے عہدِ حکومت میں انہیں اس عہدے سے سبکدوش کر دیا۔ ۹۲ھ ہجری میں وفات پائی۔

درداءؒ مشہور تابعی حضرت صفوانؒ بن عبداللہ (بن صفوانؓ بن امیہ بن خلف جُمحی) سے منسوب تھیں۔ یہی درداء ہیں جن کے نام پر حضرت عمیرؓ بن زید (والد) نے اپنی کنیت ابوالدّرداء رکھی تھی اور حقیقی اور سوتیلی دونوں ماؤں نے بھی اپنی کنیت اُمّ الدّرداء رکھی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے شوہر حضرت ابو الدّرداءؓ سے عمر میں بہت چھوٹی تھیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صغرسنی میں یتیم ہو گئی تھیں اور حضرت ابوالدرداءؓ ہی نے ان کی پرورش کی بچپن میں ہر وقت حضرت ابوالدرداءؓ کے ساتھ رہتی تھیں اور ان کے ساتھ صحابہ کی مجلسوں میں شریک ہوتی تھیں، ان ہی کی تربیت کا فیض تھا کہ وہ تابعین کے دوسرے طبقہ میں شمار کی جاتی ہیں۔ انہوں نے حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت فضالہؓ بن عبید کے علاوہ حضرت اُمّ الدرداء کبریٰ صحابیہ سے بھی بکثرت روایات بیان کی ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں تقریباً بیس تابعین ہیں جن میں مکحول الشامیؒ، مرزوق الیتمیؒ، زید بن اسلمؒ اور عون بن عبیداللہؒ جیسے بزرگ بھی شامل ہیں۔

(تہذیب التہذیب۔ طبقات ابن سعد وغیرہ)

حضرت اُمِّ مجبتہؒ

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسائل پوچھے اور حدیثیں سُنیں۔ ان سے حضرت ابواسحٰق سبیعیؒ روایت کرتے ہیں۔ اُمِّ مجبتہ ایک دفعہ حضرت عالیہؒ بنت ایفع کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ گئیں اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے مسائل پوچھے اور حدیثیں سنیں۔ (طبقات ابنِ سعد)

حضرت ذفرہؒ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شاگرد تھیں۔ علمائے حدیث نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔ نامور تابعی حضرت محمدؒ بن سیرینؒ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ صحیح نسائی میں بھی ایک حدیث ان سے منسوب ہے۔

(الاصابہ - سیرۃ عائشہؓ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت اُمِّ کلثومؒ بنتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں ۔۔۔۔ والدہ کا نام حبیبہؓ بنتِ خارجہؓ انصاری تھا۔

جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری میں خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی تو حضرت اُمِّ کلثومؒ بطنِ مادر میں تھیں۔ والدِ گرامی کی وفات کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئیں۔ سنِ بلوغت کو پہنچیں تو ان کی شادی مشہور صحابی حضرت طلحہؓ (یکے از اصحابِ عشرہ مبشرہ) سے ہوئی۔ ان سے تین بچے ہوئے زکریا، یوسف (جو کمسنی ہی میں فوت ہو گئے) اور عائشہ۔

حضرت طلحہؓ جنگِ جمل میں شہید ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی بہن اُمِّ کلثومؒ کو مکہ لے گئیں جہاں انہوں نے زمانۂ عدت ہی میں حج کیا ۔۔۔۔ اس کے بعد حضرت اُمِّ کلثومؒ کا نکاح عبدالرحمٰنؒ بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے ہوا۔ ان سے ابراہیم احول، موسیٰ، اُمِّ حمید اور اُمِّ عثمان چار بچے پیدا ہوئے۔

حضرت اُمِّ کلثومؒ کا شمار مشہور تابعیات میں ہوتا ہے۔ ان سے مغیرہ بن حکیمؒ، طلحہ بن یحییٰؒ اور جابر بن حبیبؒ وغیرہم نے روایت کی ہے۔

(الاصابہ لابن حجر عسقلانیؒ۔ طبقات ابنِ سعد)

حضرت کلثمؒ بنتِ عمرو القرشیہ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خاص شاگرد تھیں اس لیے رجال کی کتابوں میں ان کے نام کے ساتھ "صاحبۃ عائشہ" کا لقب لکھا جاتا ہے۔ کتبِ حدیث میں ان سے مروی بعض احادیث موجود ہیں۔ (سیرۃ عائشہؓ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمِّ محمّدؒ القرظی

مشہور (اہل کتاب) تابعی حضرت محمدؒ بن کعب القرظی کی والدہ تھیں۔ عہدِ رسالت میں موجود تھیں اور شرف اسلام سے بھی بہرہ ور ہوئیں لیکن اہل رجال نے صحابیات کے ذکر میں ان کا نام نہیں لیا۔ البتہ بعض علماء نے ان کا ذکر ایک تابعیہ کی حیثیت سے کیا ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہود کے قبیلہ بنو نضیر سے تھیں۔ ہاں ان کی شادی کعب بن حبان سے ہوئی تھی جو یہود کے قبیلہ بنو قریظہ سے تعلق رکھتے تھے اور انصار کے قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ غزوۂ بنو قریظہ میں گرفتار ہوئے لیکن کمسن تھے اس لیے چھوڑ دیئے گئے۔ ان کے فرزند محمدؒ بن کعب کا شمار مدینہ کے فاضل ترین علماء میں ہوتا تھا۔ زہد و عبادت میں بھی وہ اپنی نظیر آپ تھے۔ اُمِّ محمدؒ بہت نیک اور عبادت گزار بی بی تھیں اور انہوں نے اپنے فرزند کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی تھی۔ حضرت محمدؒ بن کعب زندگی کے ہر دور میں نہایت پاکباز اور خداترس رہے مگر ہر وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہتے تھے، یہ دیکھ کر اُمِّ محمدؒ فرماتی تھیں: "اے میرے بیٹے محمدؒ! اگر تمہاری پاکبازانہ زندگی میرے سامنے نہ ہوتی تو تمہاری دن رات کی گریہ و زاری اور توبہ و استغفار سے میں یہ سمجھتی کہ تم نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ لیکن میں نے تمہیں بچپن میں بھی پاکباز اور نیک سیرت پایا اور بڑے ہونے پر بھی اسی طرح دیکھ رہی ہوں۔"

حضرت محمدؒ نے عرض کیا: "اماں جان! آپ جو سمجھتی ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن میں اپنے کو گناہوں سے محفوظ نہیں سمجھتا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی لغزش ہو گئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا باعث ہو۔ اسی وجہ سے میں ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہتا ہوں۔"

(اہلِ کتاب صحابہ و تابعین)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہؓ بنت شیبہؓ

حضرت شیبہؓ بن عثمان (کلید بردارِ کعبہ) کی صاحبزادی تھیں[1] سلسلۂ نسب یہ ہے:

صفیہؓ بنت عثمانؓ بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصیٰ قرشی عبدری۔

---

[1] حضرت شیبہؓ بن عثمان کے قبولِ اسلام کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دوسری یہ کہ غزوۂ حنین سے کچھ دیر پہلے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ بہرصورت وہ غزوۂ حنین میں مجاہدانہ شریک ہوئے اور شروع سے اخیر تک دادِ شجاعت دیتے رہے۔

کعبہ کی کلید برداری کا منصب حضرت شیبہؓ ہی کے خاندان (بنو عبدالدار) کے پاس تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے عہدِ خلافت میں خانۂ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے ـــ انہوں نے خانۂ کعبہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا، اس گھر میں جس قدر سونا چاندی ہے میں اس کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں گا۔

حضرت شیبہؓ نے کہا: "امیر المومنین آپ کو اس کا کیا حق ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے ایسا نہیں کیا۔

ان کی بات سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: "میں انہی دونوں کی اقتدا کرتا ہوں۔"

حضرت شیبہؓ نے طویل عمر پاکر ۵۹ھ میں وفات پائی یہ امیر معاویہؓ کا دورِ خلافت تھا۔

حضرت شیبہؓ سے مروی چند احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ ان کے راویوں میں مصعبؒ بن شیبہؓ، نافع بن مصعبؒ، عکرمہؒ اور عبدالرحمٰنؒ بن زجاج وغیرہ شامل ہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کا شمار مشہور تابعات میں ہوتا ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاص شاگرد تھیں۔ حدیث کی تمام کتابوں میں ان کی روایات موجود ہیں۔ احادیث میں ان کا ذکر "صفیہ بنت شیبہ صاحبۃ عائشہ رضؓ" کہہ کر کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے شیبہؓ کی بیٹی صفیہ حضرت عائشہؓ کی مخصوص شاگرد یا حضرت عائشہؓ کی صحبت یافتہ۔ لوگ ان سے مسائل اور حضرت عائشہؓ کی حدیثیں پوچھنے آتے تھے۔ حضرت صفیہؒ نے اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ سے بھی روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب)

بی بی عائشہؒ بنتِ سعدؓ

سیدنا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فاتح عراق عرب (یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ) کی صاحبزادی تھیں۔ انہوں نے چھ اُمّہات المؤمنینؓ کو دیکھا تھا۔ ان کے علاوہ بے شمار صحابہؓ و صحابیاتؓ کو بھی۔ اس لیے تابعیات میں بہت بلند مقام رکھتی ہیں۔

بی بی عائشہؒ نے اپنے والد حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت اُمِّ ذرؓ سے روایت کی ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں آٹھ تابعین ہیں۔ وہ واحد خاتون ہیں جن سے امام مالکؒ بن انس نے روایت کی ہے۔

ابنِ حبانؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔ امام ذہبیؒ نے ان کا شمار حفاظِ حدیث میں کیا ہے اور تابعین کے تیسرے طبقہ میں ان کو جگہ دی ہے۔

بی بی عائشہؒ نے ۱۱۷ھ ہجری میں وفات پائی۔

(تہذیب التہذیب)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہؒ بنتِ طلحہؓ

سیدنا حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ تیمی قرشی کی صاحبزادی اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیقؓ ان کی خالہ ہوتی تھیں۔ گویا دونوں جانب سے عالی نسب تھیں۔

ان کی والدہ حضرت اُمِّ کلثومؒ اور خود ان کا شمار مشہور تابعیات میں ہوتا ہے۔ ماں بیٹی دونوں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاگرد تھیں۔ حضرت عائشہ بنتِ طلحہؓ اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں۔ ان سے اجلّہ تابعین نے روایت کی ہے۔ ابنِ حبانؒ اور ابنِ معینؒ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو زُرعہؒ کہتے ہیں کہ ان کے فضل کی وجہ سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، اور اہلِ علم ان کا ادب کرتے تھے۔ عجلیؒ ان کو "تابعۃ ثقۃ" لکھتے ہیں۔

حضرت عائشہؒ حسنِ صورت اور حسنِ سیرت دونوں اعتبار سے اپنے زمانے کی خواتین میں نمایاں مقام رکھتی تھیں۔ عالمہ فاضلہ، ذہین، دانشمند اور اپنے زمانے کی نہایت بااثر اور نامور خاتون تھیں۔

ان کا پہلا نکاح حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حقیقی بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ سے ہوا۔ ان کی وفات کے بعد اپنی خالہ حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیقؓ کے بیٹے مصعب بن زبیرؓ والیٔ عراق کے نکاح میں آئیں۔ مصعب کی شہادت کے بعد ان کا نکاح عمر بن عبید اللہ التیمی سے ہوا — ان سے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی، عبدالرحمٰن، ابوبکر، عمران، طلحہ اور نُفیسہ۔

"اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ" میں ہے کہ "بہت سے شعراء نے ان کے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارے میں اشعار بھی کہے ہیں اور وہ خود بھی شعر و سخن سے دلچسپی رکھتی تھیں۔"
"کتاب الاغانی" میں ابوالفرج اصفہانی نے حضرت عائشہ بنتِ طلحہؓ کے بارے میں بہت سی بے سروپا اور من گھڑت باتیں لکھی ہیں۔ یہ روایتیں درایت کی کسوٹی پر قطعاً پوری نہیں اترتیں۔ حضرت عائشہؓ کو آزاد خیال اور فیشن پسند کہنا سراسر بیہودگی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ تکلف کی زندگی گزارتی تھیں لیکن ایسی نہیں کہ اس کے ڈانڈے عیش اور اسراف سے مل جائیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق اچھا کھاتی تھیں اور اچھا پہنتی تھیں۔ باقی رہا ان کا علم و فضل تو اس کا اعتراف ان کے تمام ہمعصر علماء کو تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی دعوت پر اس کے دربار میں گئیں وہاں مختلف علوم کے بارے میں ان کی گفتگو متعدد نامور علماء سے ہوئی۔ وہ سب ان کے تبحر اور وسعت معلومات کے قائل ہو گئے۔ ہشام اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بطور نذرانہ پیش کیے اور نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔ سالِ وفات معلوم نہیں ہے۔
(طبقات ابنِ سعد۔ تہذیب التہذیب، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، شرف النساء)

بی بی صفیہؒ بنت الحارث

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاگرد تھیں۔ علمِ حدیث کی ترقی و اشاعت میں سرگرم حصہ لیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور کئی صحابہ سے روایت کی ہے۔ ان کی روایتیں صحاح میں موجود ہیں اور ائمہ جرح و تعدیل نے ان کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا

مشہور صحابی حضرت اسعدؓ بن زرارہ انصاریؓ[1] کی پوتی تھیں۔ ان کا شمار جلیل القدر تابعیات میں ہوتا ہے۔ علمِ حدیث اور علمِ فقہ میں نادرہٗ روزگار تھیں۔ انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوشِ تربیت میں پرورش پائی۔ اُمّ المؤمنینؓ کی بہت چاہیتی شاگرد تھیں

---

[1] سیدنا ابو اُمامہ اسعدؓ بن زرارہ انصاری کا شمار نہایت جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے وہ خزرج کی شاخ بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرتِ سلیم سے نوازا تھا اور وہ زمانۂ جاہلیت میں بھی توحید کے قائل تھے۔ ابنِ اثیرؒ کا بیان ہے کہ انصار میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور حضورؐ کی بیعت کا شرف حاصل کیا (یہ ہجرتِ نبوی سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے جب حضرت اسعدؓ اپنے کسی کام کے لیے مکّہ گئے تھے) اس کے بعد حضرت اسعدؓ نے عقبہ کی تینوں بیعتوں میں بھی شرکت کا شرف حاصل کیا۔ بیعتِ عقبۂ کبیرہ میں حضورؐ نے ان کو بنو نجار کا نقیب مقرر فرمایا۔ انہوں نے مدینہ واپس جاکر باجماعت نماز کا انتظام کیا اور چالیس آدمیوں کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کی۔
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اسلام کا داعیٔ اوّل بنا کر مدینہ بھیجا (سنہ ۱۲ نبوّت) تو حضرت اسعدؓ نے انہیں اپنا مہمان بنایا۔ حضورؐ مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپؐ کی میزبانی کا شرف حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو حاصل ہوا لیکن آپؐ کی اونٹنی کو حضرت اسعدؓ نے اپنا "مہمان" بنایا۔ ہجرتِ نبوی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد (شوال سنہ ۱ ہجری میں) حضرت اسعدؓ نے گلے کی بیماری کی وجہ سے وفات پائی۔ حضورؐ ان کی وفات پر سخت ملول و محزون ہوئے۔ خود ان کی نمازِ جنازہ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ وہ اُمّ المؤمنینؓ کی میر منشی تھیں اور لوگ انہی کی وساطت سے تحفے اور خطوط اُمّ المؤمنینؓ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ اکثر محدثین نے حضرت عمرہؒ کے علم و فضل اور ان کی عظمت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "تہذیب التہذیب" میں ان کے بارے میں ابن المدینی کا یہ قول نقل کیا ہے:

عمرة احد الثقات العلماء بعائشة الاثبات فيها

(عمرہ حضرت عائشہؓ کی حدیثوں کی ثقہ اور مستند جاننے والوں میں سے ایک تھیں)

اسی کتاب میں ابن حبانؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

كانت من اعلم الناس بحديث عائشة

(یعنی (عمرہؒ) حضرت عائشہؓ کی حدیثوں کو سب سے بہتر جانتی تھیں)

سفیانؒ کہتے ہیں:

اثبت حديث عائشة حديث عمرة والقاسم وعروه

(حضرت عائشہؓ کی مستند ترین حدیث وہ ہے جو عمرہ، قاسم اور عروہ کی حدیث ہو۔)

امام زہریؒ[1] نے جب تحصیلِ حدیث شروع کی تو ایک محدّث نے ان سے کہا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

پڑھائی اور بقیع میں لے جا کر دفن کیا۔ ہجرت کے بعد مسلمانوں میں یہ پہلا سانحۂ ارتحال تھا۔ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت اسعدؓ نے اپنے پیچھے دو لڑکیاں چھوڑیں لیکن حضرت عمرہؒ کو سب نے حضرت اسعدؓ کی پوتی بتایا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دو لڑکیوں کے علاوہ ایک صاحبزادے عبدالرحمٰن بھی اپنی یادگار چھوڑے۔

[1] امام ابوبکر محمد (بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ الاصغر بن شہاب) المعروف بہ ابنِ شہاب الزہری کا شمار اکابر حفاظِ حدیث اور فقہا میں ہوتا ہے بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اگر تم کو علم کی حرص ہے تو میں تم کو اس کا خزانہ بتاؤں تم عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ۔ وہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش پروردہ ہیں۔"

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

اپنے زمانے میں وہ سُنّت کے سب سے بڑے عالم تھے۔ باختلاف روایت سنہ ۵۰ ہجری یا سنہ ۵۱ھ یا سنہ ۵۶ھ یا سنہ ۵۷ھ یا سنہ ۵۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ قریشِ مکہ کے مشہور قبیلہ بنو زہرہ سے تھے۔ ان کے شیوخ میں حضرت عمرہؒ کے علاوہ حضرت عروہ بن زبیرؓ اور حضرت سعید بن مسیبؒ کے اسماءِ گرامی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ سنہ ۸۱ ہجری میں مدینہ منوّرہ کی سکونت ترک کر کے دمشق چلے گئے۔ وہاں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ان کی بڑی قدر افزائی کی۔ ان کے تمام قرضے ادا کر دیئے اور ان کے گزارے کے لیے مستقل آمدنی کا ایک ذریعہ مہیا کر دیا۔ عبدالملک کے بعد اس کے جانشین بھی امام زُہریؒ کی بہت قدر کرتے رہے۔ خلیفہ یزید ثانی (سنہ ۱۰۱ھ تا سنہ ۱۰۵ھ) نے ان کو قاضی بنا دیا اور خلیفہ ہشام (سنہ ۱۰۵ھ تا سنہ ۱۲۵ھ) نے ان کو اپنے بچّوں کا اتالیق مقرر کیا۔ امام زہریؒ دمشق سے اکثر مدینہ منوّرہ جاتے رہتے تھے اور وہاں دیر تک قیام کرتے تھے۔ انہوں نے سنہ ۱۲۴ ہجری میں شغب کے قریب اپنی جاگیر اَدامی میں وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ امام زہریؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث کی تدوین کی۔ انہوں نے اپنے علم کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے کبھی دریغ نہیں کیا۔ وہ بہت بڑے محدّث، علم الانساب کے ماہر اور شعر و شاعری کے نقاد تھے۔ رواۃِ سیرت کے بھی وہ امام ہیں۔ امام ابنِ اسحاقؒ انہی کے شاگردِ رشید تھے۔ امام زہریؒ نے ایک کتاب "نسبِ قومہ" بھی تالیف کی بعض تذکرہ نگاروں نے ان کو پہلی/ دوسری صدی ہجری کا سب سے بڑا محدّث تسلیم کیا ہے۔

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام زہریؒ کہتے ہیں کہ جب میں عمرہؒ کے پاس پہنچا تو ان کو علم کا اتھاہ سمندر پایا۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے تعلق کی بنا پر لوگ حضرت عمرہؒ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے قاضی ابوبکرؒ بن محمد بن عمروؒ بن حزم حضرت عمرہؒ کے بھتیجے تھے، اسی بناء پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کو احادیث کی جمع و تحریر کا حکم دیا تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو فرمان لکھا اس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا:

"عمرہ کی حدیثیں لکھ کر خلیفۃ المسلمین کو بھیجی جائیں۔"

امام مالکؒ نے "مؤطا" میں لکھا ہے کہ پھوپھی (عمرہؒ) اپنے قاضی بھتیجے کی اجتہادی غلطیوں کی اصلاح کیا کرتی تھیں۔

عمرہؒ کے بھائی محمدؒ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا، ما بقیَ اَحَدَ اَعْلَمَ بحدیث عائشۃؓ یعنی اس وقت حضرت عائشہؓ کی احادیث کا ان سے زیادہ جاننے والا کوئی موجود نہیں۔

ابن سعدؒ نے ان کو عالمہ کا لقب دیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے ان کو تابعین کے تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے اور ان کو فقیہہ لکھا ہے۔ ابن معینؒ نے ان کو ثقہ حجۃ، عجلیؒ نے تابعۃ ثقہ اور ابن المدینی نے احد الثقات العلماء لکھا ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی روایتیں کی ہیں۔ —— ان سے روایت کرنے والوں میں بالعموم کبار تابعین ہیں۔

حضرت عمرہؒ نے ۱۰۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔ (تہذیب التہذیب، طبقات ابن سعد، تذکرۃ الحفاظ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہؒ بنتِ حسینؓ

شہیدِ کربلا سیدنا حضرت حسینؓ ابن علیؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا شمار نہایت جلیل القدر تابعیات میں ہوتا ہے ——— عام طور پر انہیں فاطمۃ الصغریٰ کہا جاتا ہے۔ والدہ کا نام اُمِ اسحٰق بنت طلحہؓ بن عبید اللہ تھا۔ ان کا نکاح اپنے ابنِ عم حضرت حسنؒ بن حسنؓ بن علیؓ سے ہوا۔ ان سے چار بچے عبداللہ، ابراہیم، حسن اور زینب پیدا ہوئے حسنؒ بن حسنؓ کی وفات کے بعد ان کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفّان سے ہوا۔ جن سے دو بیٹے محمّد دیباج (نہایت خوبرو ہونے کی وجہ سے ان کا لقب دیباج یعنی "ریشم" پڑ گیا تھا) اور قاسم پیدا ہوئے۔ چند سال بعد عبداللہ بن عمرو بھی فوت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ صغریٰؒ نے باقی زندگی بیوگی کے عالم میں گزار دی۔ ایک دفعہ عبدالرحمٰن بن ضحاک فہری حاکمِ مدینہ نے ان کو نکاح کا پیام بھیجا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ میں اب ہمہ تن بچوں کی پرورش میں مصروف رہتی ہوں۔ اس نے بہت اصرار کیا بلکہ دھمکیاں تک دے ڈالیں۔ اس پر حضرت فاطمہؒ نے خلیفہ یزید بن عبدالملک کے پاس عبدالرحمٰن بن ضحاک کی شکایت کی وہ سخت غضبناک ہوا اور عبدالرحمٰن کو معزول کر کے سخت سزا دی۔

حضرت فاطمۃ الصغریٰؒ کا پایۂ علم و فضل بہت بلند تھا۔ حدیث اور فقہ میں درجۂ تبحر رکھتی تھیں۔ ذکرِ الٰہی سے بھی بڑا شغف تھا اور دھاگے کی گرہوں پر سبحان اللہ کی تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ ۱۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

(طبقات ابنِ سعد۔ الاکمال)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت عالیہؒ بنتِ ایفع

ایفع بن شراحیل کی صاحبزادی اور مشہور تابعی امام ابواسحٰقؒ سبیعی[1] کی اہلیہ تھیں۔ وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے سوالات کیے اور احادیث کا سماع کیا۔

ان کے صاحبزادے یونس بن ابی اسحاقؒ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اُمِّ محبتہ کے ساتھ حج کیا پھر ہم دونوں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اُن کو سلام کیا، ان سے مسائل پوچھے اور حدیثیں سُنیں۔ اس وقت حضرت صدیقہؓ نے گلابی کرتا پہن رکھا تھا اور ان کے سر پر سیاہ دوپٹہ تھا۔ پھر جب ہم واپس ہونے لگیں تو ہم سے حضرت صدیقہؓ نے فرمایا:

"تم میں سے ہر عورت پر حرام ہے کہ (چھپ کر) اور کان لگا کر اپنے شوہر کی باتیں سُنے۔" (طبقات ابنِ سعد)

---

[1] اصل نام عمرو بن عبداللہ تھا لیکن اپنی کنیت ابواسحٰق سے مشہور ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ کے عہدِ خلافت کے اخیر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے حضرت ابنِ عمرؓ، حضرت ابنِ عباسؓ، حضرت ابنِ زبیرؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت ابو جحیفہؓ اور بہت سے دوسرے صحابہ و تابعین سے سماعِ حدیث کیا اور علمائے کوفہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ ابن المدینیؒ نے ان کے شیوخ کی تعداد باختلافِ روایت تین یا چار سو لکھی ہے۔ ان میں اڑتیس صحابہ تھے۔ حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ وہ علم کا ظرف تھے اور ان کے مناقب بہت ہیں۔ قرآن کریم کے وہ بہت مشہور قاری تھے اور حدیث کے اکابر حفاظ میں تھے۔ زہد و عبادت میں بہت انہماک تھا۔ کثرت سے روزے رکھتے تھے اور تین دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ امیر معاویہؓ کے زمانے میں روم پر فوج کشی میں شریک ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ میں تقریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ انہوں نے اپنے پیچھے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد چھوڑی ان میں اعمشؒ، قتادہؒ، سلیمان التیمیؒ، سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہؒ جیسے اکابر تابعین بھی شامل تھے۔ ان سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ (تابعین)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی قمیر بنت عمرو (عمیر) الکوفیہ رح

مشہور تابعی (محدث) حضرت مسروق رح بن الاجدع کی اہلیہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کی شاگرد تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض اور اپنے شوہر حضرت مسروق رح سے روایت کی ہے۔ ان کے اپنے رواۃ میں کئی ممتاز تابعین شامل ہیں۔ ان میں امام محمد رح بن سیرین رح، امام شعبی رح، مقدام بن شریح رح اور عبداللہ بن یثرمہ رح کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ ابوداؤد اور نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔ عجلی نے ان کو "تابعۃ ثقہ" لکھا ہے۔ سالِ وفات معلوم نہیں۔

(تہذیب التہذیب)

حضرت عائشہ رح بنت قدامہ رض

مشہور صحابی حضرت قدامہ رض بن مظعون کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت سفیان خزاعیہ تھا۔ ان کی شادی ابراہیم بن محمد رح بن حاطب جمحی سے ہوئی جن سے چار بچے پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہ رح اپنے والد حضرت قدامہ رض بن مظعون سے روایت کرتی ہیں۔ (طبقات ابنِ سعد)

حضرت سمیۃ البصریہ رح

سیدنا حضرت عمر فاروق رض کے عہدِ خلافت میں بصرہ آباد ہوا تو ان کا خاندان بھی وہاں آباد ہو گیا۔ انہیں علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا، وہاں سے مدینہ منورہ آئیں اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی شاگردی اختیار کی۔

تابعین میں سے کئی علماء حدیث نے ان سے روایتیں لی ہیں۔ (مُسندِ احمد)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت کبشہ رح بنت کعب رض

حضرت کعب رض بن مالک انصاری کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی شادی حضرت ابوقتادہ انصاری رض کے فرزند عبداللہ رض سے ہوئی تھی۔ وہ اپنے شوہر سے روایت کرتی ہیں اور مشہور تابعیات میں شمار ہوتی ہیں۔

حضرت ابوقتادہ رض ایک دفعہ اپنے بیٹے کے گھر تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت آیا تو بہو (حضرت کبشہ رح) نے وضو کے لیے پانی رکھا، اتنے میں ایک بلی آئی اور وضو کے برتن میں منہ ڈال کر پانی پینے لگی اور کوئی ہوتا تو بلی کو مار کر بھگا دیتا لیکن حضرت ابوقتادہ رض نے پانی کے برتن کو اور جھکا دیا تاکہ وہ اطمینان سے اپنی پیاس بجھالے پھر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بہو حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی ہے۔ فرمایا: ——

"بیٹی اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلی نجس جانور نہیں ہے یہ تو گھروں کی آنے جانے والی ہے۔"

ایک حدیث میں یہ واقعہ خود کبشہ رح نے بیان کیا ہے۔ ان سے حمیدہ رح بنت عبید رح بن رفاعہ نے روایت کی ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال)

حضرت تملک کوفیہ رح

آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ ان سے حضرت ابواسحٰق سبیعی رح نے روایت کی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت حفصہؒ بنتِ عبدالرحمٰنؓ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھتیجی اور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ اپنی جلیل القدر پھوپھی کے آغوشِ تربیت میں پل کر جوان ہوئیں۔ بڑی عالمہ اور فاضلہ تھیں۔ ایک دن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر پھوپھی کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے فوراً ان کے دوپٹہ کو غصّہ سے چاک کر ڈالا۔ پھر فرمایا، تم نہیں جانتیں کہ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے کیا احکام نازل کیے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا گاڑھے کا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔

حضرت حفصہؒ کی شادی حواریٔ رسولؐ حضرت زبیرؓ بن العوام (یکے از اصحابِ عشرہ مبشرہ) کے فرزند منذرؒ سے ہوئی۔ (الاکمال)

حضرت اسماءؒ بنتِ عبدالرحمٰنؓ

حضرت حفصہؒ کی بہن تھیں۔ یہ بھی اپنی جلیل القدر پھوپھی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاگرد تھیں۔ بہن کی طرح علم و فضل کے اعتبار سے بہت بلند درجہ رکھتی تھیں۔ (الاکمال)

حضرت کریمہؒ بنتِ ہمامؒ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خواتین تلامذہ کی فہرست میں ان کا نام بھی شامل ہے۔ حضرت عائشہؓ سے خضاب کے بارے میں حدیث روایت کی ہے۔ (الاکمال)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ہندؒ بنتِ حارث فراسیہ

انہوں نے بعض اُمّہات المؤمنینؓ کو دیکھا اور ان سے کسب فیض کیا۔ وہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب سے بھی ان کا سماع ثابت ہے۔ امام زہریؒ نے حضرت ہندؒ سے روایت کی ہے۔ (طبقات ابنِ سعد)

حضرت فاطمہؒ بنتِ مُنذرؒ بن زبیرؓ

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ و الملقب بہ حواریٔ رسولؐ) کی پوتی اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نواسی تھیں۔ انہوں نے اپنی جلیل القدر دادی حضرت اسماءؓ بنتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کی ہے۔

حضرت فاطمہؒ کی شادی اپنے ابنِ عم ہشام بن عروہؒ بن زبیرؓ سے ہوئی تھی۔ ان سے دو بیٹے عروہ اور محمد پیدا ہوئے۔ (طبقات ابنِ سعد۔ الاکمال)

حضرت عمرۃؒ بنتِ قیس عدویّہ بصریہ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شاگرد تھیں۔ ان سے مسائل پوچھے اور احادیث کا سماع کیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتی ہیں اور ان سے جعفر بن کیسانؒ روایت کرتے ہیں۔ (طبقات ابنِ سعد)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی صفیہؒ اُمِّ محمدؒ

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی تھیں (انہوں نے آزاد کردیا تھا) اُمّہاتُ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بڑی عقیدت رکھتی اور نہایت خلوص اور محبت سے ان کی خدمت کرتی تھیں۔ اسی لیے امہات المومنینؓ بھی ان کو بہت عزیز جانتی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت انسؓ بن مالک کے آزاد کردہ غلام سیرینؒ سے ہوا۔ تقریبِ نکاح اس شان کی تھی کہ تین اُمّہات المومنینؓ نے بی بی صفیہؒ کو سنوارا (دلہن بنایا) اور اٹھارہ بدری صحابہ اس میں شریک ہوئے ان میں حضرت اُبَیّؓ بن کعب انصاری بھی شامل تھے۔ بی بی صفیہؒ کی آراستگی کے بعد اُمّہاتُ المومنینؓ نے ان کے لیے دعا مانگی۔ مردانہ مجلس میں حضرت اُبَیّؓ بن کعب دعا مانگتے جاتے اور دوسرے صحابہ آمین کہتے جاتے تھے۔ بی بی صفیہؒ کے بطن سے ۳۳ھ ہجری میں جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن سیرینؒ[1] پیدا ہوئے اور انہی کے آغوشِ تربیت میں پرورش پاکر اقلیمِ علم وفضل کے تاجدار ہوئے۔

وہ ساری عمر اپنی والدہ کے بڑے مطیع اور خدمت گزار رہے۔ بی بی صفیہؒ کو رنگین اور نفیس کپڑوں کا بڑا شوق تھا۔ سعادت مند فرزند اس شوق کا خاص

---

[1] امام محمد بن سیرینؒ کی کنیت ابوبکر تھی۔ انہوں نے خادمِ رسول اللہؐ حضرت انسؓ بن مالک کے دامنِ علم میں تربیت پائی۔ ان کے علاوہ متعدد دوسرے صحابہ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابنِ عمرؓ، حضرت ابنِ عباسؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور حضرت کعبؓ بن عجرہ وغیرہ سے بھی

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خیال رکھتے تھے اور جب کبھی والدہ کے لیے کپڑا خریدتے تھے تو کپڑے کی پائداری کے بجائے اس کی نفاست، نرمی اور خوبصورتی کو دیکھتے تھے۔ عید کے دن خود اپنے ہاتھوں سے ماں کے کپڑے رنگتے تھے۔ والدہ کے سامنے کبھی بلند آواز سے نہ بولتے اور ان سے اتنی آہستہ آواز میں گفتگو کرتے جیسے کوئی راز کی بات کہہ رہے ہوں۔ ابنِ عون کا بیان ہے کہ ابنِ سیرینؒ جس وقت ماں سے گفتگو کر رہے ہوتے تو ان کی آواز اتنی پست ہوتی کہ ناواقف آدمی انھیں بیمار سمجھتا تھا ——— ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی صفیہؒ نے طویل عمر پائی اور سعادت مند فرزند کا فضل و کمال اور عروج اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(طبقات ابنِ سعد)

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

کسبِ فیض کیا۔ اسی طرح بہت سے تابعین سے بھی فیض اٹھایا۔ ان میں خواجہ حسن بصریؒ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ اس طرح وہ حدیث کے دریائے زخّار بن گئے تھے ابنِ سعدؒ، حافظ ذہبیؒ، امام نوویؒ اور حافظ ابنِ حجرؒ انہیں امام الحدیث لکھتے ہیں۔ علمِ فقہ اور تعبیر الرؤیا میں بھی انہیں کمال حاصل تھا۔ نہایت عبادت گزار، متقی، پابندِ شریعت، متواضع اور دیانت دار بزرگ تھے، اس کے ساتھ ہی حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ غرض وہ اخلاقی اور دینی محاسن کا ایک مکمل ترین نمونہ تھے اور انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ سنہ ۱۱۰ ہجری میں اسّی برس سے کچھ اوپر عمر پاکر اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ (طبقات ابنِ سعد۔ تہذیب التہذیب وغیرہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی حفصہؒ بنتِ سیرینؒ

امام محمدؒ بن سیرینؒ کی بہن تھیں۔ ان کا شمار جلیل القدر تابعیات میں ہوتا ہے حافظ ابن حجرؒ نے "تہذیب التہذیب" میں ابن داؤد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حفصہؒ نے بارہ برس کی عمر میں قرآن پڑھ لیا تھا اور حدیث کی تحصیل بھی کرلی تھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے چودہ سال کی عمر میں قرآن حکیم کو مطالب و معانی کے ساتھ حفظ کرلیا تھا اور فنِ تجوید و فنِ قرأت میں بھی کمال حاصل کرلیا تھا۔ بی بی حفصہؒ نے متعدد صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہے ان میں حضرت انسؓ بن مالک، حضرت اُم عطیہؓ، حضرت خیرہ ام الحسن البصریؒ، ابوالعالیہؒ اور ربیع بن زیادؒ جیسی جلیل القدر شخصیتیں بھی شامل ہیں۔ ان سے ابن عونؒ، خالد الحذاؒ، قتادہؒ، ہشام بن حسانؒ وغیرہ متعدد تابعین نے روایت کی ہے۔ ابن حبانؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔ جرح و تعدیل کے امام حضرت یحییٰ بن معینؒ نے ان کو ثقہ حجۃ فرمایا ہے۔ امام ذہبیؒ نے ان کو حفاظ حدیث کے دوسرے طبقہ میں شامل کیا ہے۔ امام بخاریؒ اور امام ابوداؤدؒ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ایاس بن معاویہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حفصہؒ سے بڑھ کر فضل والا کسی کو نہیں پایا۔

حضرت حفصہؒ کو قرآنِ پاک کی تلاوت کا بہت شوق تھا۔ ہر رات کو تہجد میں نصف قرآنِ پاک ختم کرلیتی تھیں۔ فنِ قرأت میں ایسا کمال حاصل تھا کہ اگر امام محمدؒ بن سیرینؒ کو قرأت میں کسی مقام پر کوئی شبہ ہوتا تو وہ اپنے تلامذہ سے کہتے، ذرا ٹھہرو، میں حفصہ سے دریافت کرکے آتا ہوں۔

بی بی حفصہؒ بنتِ سیرینؒ نے ۱۰۱ہجری میں وفات پائی۔

(طبقات ابن سعد۔ تہذیب التہذیب)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت خیرہؒ

تابعین کے گل سرسبد حضرت خواجہ حسن بصریؒ (وفات ۱۱۰ھ) کی والدہ تھیں۔ ان کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ اور ان کے شوہر یسار انصار کے خاندان بنو نجار کے ایک صاحب کی غلامی میں تھے۔ انہوں نے بیوی کے مہر میں بنی سلمہ کو دے دیا تھا۔ بنی سلمہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یسار حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری کے غلام تھے اور خیرہؒ، اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ کی کنیز تھی۔ دوسری روایت زیادہ مستند ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت خیرہؒ کے بطن سے ۲۱ھ میں پیدا ہوئے حضرت خیرہؒ اکثر گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں۔ جب وہ ننھے حسن کو چھوڑ کر کسی کام میں لگ جاتیں اور وہ رونے لگتے تو حضرت اُم سلمہؓ ان کو بہلانے کے لیے دودھ منہ میں دے دیتیں، پھر ان کی ماں لوٹ کر دودھ دیتیں۔ اس طرح حضرت خیرہؒ کے خوش بخت فرزند کو اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ کی رضاعت کا شرف حاصل ہو گیا۔ حضرت خیرہؒ نے جہاں حضرت اُم سلمہؓ سے علم حدیث حاصل کیا وہاں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے چشمۂ علم سے بھی اپنی پیاس بجھائی۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اپنی تصنیف "سیرۃ عائشہؓ" میں ان کو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شاگرد بتایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُم سلمہؓ آسمانِ علم وہدایت کی مہر و ماہ تھیں جس خاتون نے ان دونوں سے کسبِ فیض کیا ہو اس کے مرتبۂ علمی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(تابعین)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی صفیہؒ بنتِ ابی عبیدؒ ثقفی

فقیہ الامّت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اہلیہ اور سیدنا فاروقِ اعظمؓ کی بہو تھیں۔ ان کا شمار اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاگرد خواتین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت قاسم بن محمدؒ بن ابی بکرؓ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ ان سے متعدد تابعین عظام مثلاً حضرت سالمؒ بن عبداللہ، حضرت نافعؒ اور حضرت عبداللہؒ بن صفوانؓ نے روایت کی ہے عجلی نے ان کو "تابعۃ ثقہ" لکھا ہے۔ ابنِ حبانؒ نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔

حضرت صفیہؒ کے سات بچے ہوئے، ابوبکر، ابو عبیدہ، واقد، عبداللہ، عمر، حفصہ اور سودہ۔ مختار بن ابی عبید ثقفی جس نے قاتلانِ حسینؓ سے سانحۂ کربلا سے انتقام لیا۔ حضرت صفیہؒ کا بھائی تھا۔ سالِ وفات معلوم نہیں ہے۔ (طبقات ابنِ سعد۔ تہذیب التہذیب)

حضرت اُمِّ محمّد بنتِ قیس

قریش کے خاندان بنو مطّلب سے تعلق تھا۔ والد کا نام قیس بن مخرمہ بن مُطّلب بن عبد مناف بن قصیّ تھا اور والدہ کا درّہ بنت عقبہ بن رافع جو انصار کے خاندان اوس کی شاخ بنو عبدالاشہل سے تھیں۔ انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ (طبقات ابنِ سعد)

حضرت مُیّتہؒ بنتِ محرز

ان کا تعلق بنو حارث بن کعب سے تھا بصرے کی رہنے والی تھیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتی ہیں۔ ان سے موسیٰ بن قطنؒ نے روایت کی ہے۔ (طبقات ابنِ سعد)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی ملیکہؒ بنتِ منکدر

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ[1] سے روایت ہے کہ ایک دن ہم خانۂ کعبہ کے طواف میں مصروف تھے کہ میں نے ایک خاتون کو دیکھا جو حجرِ اسود کے قریب کھڑی ہوئی رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

"اے میرے اللہ! مجھ پر رحم فرما، اے میرے اللہ مجھ پر رحم فرما، میں تیرے گھر میں بہت دور سے حاضر ہوئی ہوں، اے میرے پروردگار میں تیرے رحم و کرم کی امید پر آئی ہوں، تو مجھ کو اس دنیا میں کسی کا محتاج نہ بنا۔"

---

[1] حضرت ابو یحییٰ مالک بن دینار البصریؒ کا شمار پہلی / دوسری ہجری کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ امام نوویؒ نے ان کو "الزاہد التابعی" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ علامہ ابنِ خلکانؒ کہتے ہیں کہ وہ عالم، زاہد اور کثیر الورع والتقوٰی تھے۔ ابن العماد حنبلیؒ نے لکھا ہے کہ وہ بڑے سردار اور مشہور ولی تھے۔

ان کا تعلق ایک غلام خاندان سے تھا۔ اپنے ہاتھ سے قرآنِ پاک کی کتابت کرکے روزی کماتے تھے۔ زخارفِ دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ خوفِ خدا سے اکثر لرزہ براندام رہتے تھے۔ اپنے ہر کام میں رضائے الٰہی کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ ۱۲۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ مرنے سے پہلے وصیت کی کہ میرا دم نکل جائے تو میرے ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈالیں اور میرے ہاتھوں کو گردن کے پیچھے لے جاکر باندھ دیں۔ پھر اسی حالت میں مجھے دفن کر دیا جائے تاکہ جب میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں تو ایک بھگوڑے غلام کی طرح حاضر ہوں۔ (غلامانِ اسلام)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ ہم ان خاتون کی الحاح وزاری سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی قیام گاہ کا پتہ معلوم کیا تاکہ ان کے حالات سے آگاہ ہو سکیں پھر ہم ان کی قیام گاہ پر پہنچے اور کچھ دیر ان سے گفتگو کرتے رہے۔ پھر انہوں نے فرمایا:

"اب آپ لوگ تشریف لے جائیں۔ اتنی دیر آپ نے مجھے اپنے ساتھ گفتگو میں مصروف رکھا اور یوں مجھ کو اپنے رب کی عبادت سے محروم رکھا۔"

راوی کا بیان ہے کہ اُن خاتون کا نام ملیکہؒ بنتِ منکدر تھا۔

(صفتہ الصفوۃ لابن جوزی ص ۱۱۳ ج ۲)

حضرت مغیرہؒ بنتِ حسّان

انہوں نے خادمِ رسول اللہ ﷺ حضرت انسؓ بن مالک کو دیکھا تھا اور ان کے ارشادات سُنے تھے۔ ان کے بھائی کا نام حجاج بن حسان تھا۔ حضرت مغیرہؒ نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی ہے اور ان کے بھائی حجاجؒ نے ان کی حدیث بیان کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال)

حضرت بُنانہؒ مولاۃ عبدالرحمٰنؓ

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حیّان کی لونڈی تھیں۔ انہوں نے آزاد کر دیا۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خوانِ علم سے ریزہ چینی کرنے والی خواتین میں ان کا نام بھی شامل ہے۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتی ہیں اور ان سے ابن جریجؒ نے روایت کی ہے۔

(الاکمال)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت زینبؒ بنتِ مہاجر احمسیہؒ

علامہ ابنِ سعدؒ نے ان کا شمار تابعیات میں کیا ہے اور ان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں (حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں) ایک عورت کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ گئی۔ وہاں میں نے ایک خیمہ گاڑ لیا اور کسی سے بات نہ کرنے کی نذر مان لی۔ پھر ایک صاحب نے خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ"

میرے ساتھ والی عورت نے سلام کا جواب دیا۔ اُن صاحب نے پوچھا — "میں نے جس کو سلام کیا تھا اس نے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟"

میری ساتھی عورت نے کہا "یہ خاموش ہے اور اس نے کلام نہ کرنے کی منت مان رکھی ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "اے عورت کلام کر کیونکہ کلام نہ کرنے کی منّت ماننا جاہلیت کی رسم ہے۔"

میں نے کہا، "آپ کون ہیں؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔"

انہوں نے کہا: "میں ایک مہاجر ہوں۔"

میں نے کہا: "آپ کن مہاجروں میں سے ہیں۔"

انہوں نے کہا: "قریش سے۔"

میں نے پوچھا: "قریش کے کس قبیلے سے؟"

انہوں نے کہا: "تم تو بڑی سوال کرنے والی ہو۔ میں ابو بکرؓ ہوں۔"

میں نے کہا: "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ! ہمارا جاہلیّت کا زمانہ تازہ تازہ ہے اور ہم میں سے بعض بعض سے بے خوف نہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا کی ہے یہ کب تک باقی رہے گی ؟"
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا : "جب تک تمہارے امام صحیح رہیں گے ۔"
میں نے پوچھا : "امام کون ہیں ؟"
فرمایا : "کیا تمہاری قوم میں شرفاء نہیں ہیں جن کی بات مانی جاتی ہے ۔"
میں نے کہا : "ہاں"
فرمایا : "وہی امام ہیں ۔" (طبقات ابنِ سعد)

حضرت اُمِّ عثمانؒ

حضرت عبیداللہ بن عبداللہؓ بن سراقہ کی صاحبزادی اور سیدنا حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی نواسی تھیں ۔ والدہ کا نام زینب بنتِ عمرؓ بن خطاب تھا ۔ (زینبؒ حضرت عمرؓ کی سب سے چھوٹی اولاد تھیں ان کی والدہ فکیہہ اُمِّ ولد تھیں) اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہؓ ، حضرت اُمِّ عثمانؒ کی خالہ تھیں ، وہ انہی سے روایت کرتی ہیں ۔ (طبقات ابنِ سعد)

حضرت اُمِّ محمّد تیمیہؒ

یزیدؒ بن مہاجر تیمی کی صاحبزادی ہیں والدہ کا نام ہند بنتِ مالک تھا ، وہ اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ عورت پورے کرتے اور دوپٹے میں نماز پڑھے ۔ (طبقات ابنِ سعد)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت اُمِّ عمرو بنتِ خوّاتؓ

جلیل القدر صحابی حضرت خوّاتؓ بن جُبیر اوسی انصاری کی صاحبزادی تھیں۔ انہوں نے اُمّ المُومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسبِ فیض کیا اور انہی سے روایت کی ہے۔ اُن کے بھتیجے خوّات بن صالحؒ ان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری خاتون حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اُس وقت میں بھی وہاں حاضر تھی۔ اس نے کہا کہ میری بیٹی کو ایک سخت مرض لاحق ہو گیا ہے جس سے اس کے بال گر جاتے ہیں اور ان میں کنگھی نہیں کی جا سکتی حالانکہ وہ دلہن بنائے جانے والی ہے۔ کیا میں اس کے بالوں میں بال ملا دوں تاکہ کنگھی کر سکوں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ملانے والی اور ملوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(طبقات ابنِ سعد)

حضرت حُسنا بنتِ معاویہؓ

یہ اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں اور چچا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے دو چچا تھے جن کے نام حارثؓ اور اسلمؓ تھے۔

صاحب "الاکمال فی اسماء الرجال" کہتے ہیں کہ ان کی حدیث اہلِ بصرہ میں رائج تھی۔ حازمی نے ان کا نام خنشا بنت معاویہ لکھا ہے اور بعض نے حُسنا صَرمیہ لکھا ہے۔ بہر صورت ان کا شمار تابعیات میں ہوتا ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال)

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاذہ عدویہؒ

حضرت معاذہؒ بنتِ عبداللہ عدویہؒ کا شمار جلیل القدر تابعات میں ہوتا ہے۔ بصرہ کی رہنے والی تھیں اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شاگرد تھیں۔ اُمّ المومنینؓ کی بہت سی حدیثیں ان کی زبانی مروی ہیں۔ زہد و عبادت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں اور اپنے دَور کی عظیم المرتبت عارفات میں شمار ہوتی تھیں۔ ان کی شادی صلۃ بن اشیم سے ہوئی تھی۔

جب اُن کے شوہر کا انتقال ہوا تو انہوں نے دل میں عہد کیا کہ اب کبھی بستر اور تکیہ استعمال نہ کروں گی۔ یہ عہد انہوں نے تا دمِ مرگ نباہا۔ ان کو ہر وقت موت کا دھیان رہتا تھا۔ صبح ہوتی تو خیال کرتیں کہ بس آج آخری دن مہلت کا ہے اور آج ہی مجھ پر موت وارد ہو جائے گی۔ جب رات ہوتی تو خیال کرتیں کہ بس یہ زندگی کی آخری رات ہے، جس قدر یادِ خدا ہو سکے، کر لو۔ چنانچہ اسی طرح دن رات عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتیں۔ رات کو نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیتیں اور نفس سے مخاطب ہو کر فرماتیں:

”نیند تیرے سامنے ہے، قبر میں سونے کا خوب موقع ملے گا“

رات دن میں کئی سو نوافل، سنن و فرائض کے علاوہ پڑھتیں۔ ایک دن کسی نے ان سے کہا:

”اے رابعہ! تم اپنے نفس کو ضرورت سے زیادہ تکلیف دیتی ہو۔“

فرمایا: ــــــــــ

”تکلیف کیسی بھائی، رات کو جب نیند آتی ہے تو نفس سے

marfat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہتی ہوں کہ اب خدا کی یاد کر۔ جب زندگی کی شام ہو گی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سوتے رہنا۔ دن کو بھوک لگتی ہے تو نفس سے کہتی ہوں کہ اب کام کرنے کا وقت ہے، رات کو فرصت سے کھا لینا۔ بھلا یہ بھی کوئی تکلیف کی بات ہے ؟"

ایک دفعہ بیمار پڑیں۔ طبیب نے نبیذ تجویز کی۔ جب نبیذ تیار ہوئی اور انہوں نے اس کا پیالہ ہاتھ میں لیا تو دعا کی :

" خدا وندا تو جانتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ پینے سے منع فرمایا ہے۔"

خدا کی قدرت، پیالہ اسی وقت ان کے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ اچھی ہو گئیں۔

حضرت معاذہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ حضرت علیؓ اور حضرت ام عمروؓ سے بھی روایت کی ہے اور ان سے ابو عاصمؒ، ابو قلابہؒ، قتادہؒ، یزید الرشکؒ، اور حسن بصریؒ کی والدہ نے روایت کی ہے۔ حضرت یحییٰ بن معینؒ نے انہیں ثقہ اور حجۃ کہا ہے۔ ابن حبانؒ نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔

جعفر بن کیسانؒ سے روایت ہے کہ میں نے معاذہؒ کو پیروں کے بل بیٹھے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے دونوں ٹانگوں اور پیٹھ پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا اور ان کے چاروں طرف عورتیں تھیں۔

حضرت معاذہؒ کا سال وفات معلوم نہیں ہے۔

(طبقات ابن سعد، تہذیب التہذیب، نفحات الانس)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت سکینہؒ بنتِ حسینؓ

سیّدنا حضرت حسینؓ (شہیدِ کربلا) بن علیؓ کی صاحبزادی تھیں۔ سالِ ولادت بعض مؤرخین نے ۵۲ھ لکھا ہے لیکن اس میں اختلاف ہے بعض روایات میں ہے کہ ان کا اصل نام اُمیمہ تھا لیکن انہوں نے سکینہ کے نام سے شہرت پائی۔ سکینہ کا تلفظ عام طور پر "سَکِینَہ" کیا جاتا ہے (بروزنِ سَفِینَہ) لیکن "القاموس" کے مطابق صحیح تلفظ سُکَینہ (بروزنِ جُہَینَہ) ہے۔ وہ سیّدنا حضرت حسینؓ کے شیر خوار صاحبزادے حضرت علی اصغر (شہیدِ کربلا) کی حقیقی بہن تھیں۔ والدہ کا نام رباب تھا جو بنو کلب کی شاخ بنو عدی کے مشہور سردار امرؤ القیس بن عدی بن اوس کی بیٹی تھیں۔

حضرت سکینہؒ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں شیعی اور غیر شیعی مصنفین کے ہاں بے حد اختلاف ہے۔ شیعی مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت سکینہ واقعۂ کربلا میں کمسن تھیں اور جس وقت یہ سانحہ پیش آیا وہ اپنی والدہ کے ساتھ میدانِ کربلا میں موجود تھیں۔ سیّدنا حضرت حسینؓ اپنی اس صغیر السن بچّی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ سکینہ پر استغراق مع اللہ کا غلبہ ہے۔ واقعۂ کربلا کے بعد خواتینِ اہلِ بیت کو قید کر کے شام لے جایا گیا تو حضرت سکینہؒ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ آغا مہدی نے "سکینہ بنتِ حسینؓ" میں لکھا ہے کہ دمشق میں ایک مزار حضرت سکینہؒ کی طرف منسوب ہے اور لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے قید کی حالت میں شام میں وفات پائی لیکن سیّد علی نقی مجتہد نے اپنی کتاب "شہیدِ انسانیت" میں لکھا ہے کہ واقعۂ کربلا کے بعد حضرت سکینہؒ کی زندگی کے جو حالات ملتے ہیں وہ معتبر اور مستند طریقہ سے ثابت نہیں۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غیر شیعی مؤرخین نے حضرت سکینہؓ کے حالات قدرے تفصیل سے لکھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سکینہؓ نے طویل عمر پائی۔ ان کا پہلا نکاح سیدنا حضرت حسنؓ بن علیؓ کے صاحبزادے حضرت ابوبکر عبداللہ سے ہوا۔ دوسرا نکاح حضرت زبیرؓ بن العوام (یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ) کے صاحبزادے مصعب سے ہوا۔ ان کی شہادت کے بعد وہ عبداللہ بن عثمان خزامی کے عقدِ نکاح میں آئیں ان کے بعد ان کا چوتھا اور آخری نکاح زید بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان سے ہوا۔ عبداللہ سے ان کے ایک بیٹی رباب پیدا ہوئی جو کمسنی میں فوت ہو گئی۔ زید سے ایک بیٹے عثمان پیدا ہوئے جو مدینہ میں قرین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان مؤرخین نے حضرت سکینہؓ کی شرافت ونجابت، ذہانت وذکاوت، حسنِ صورت وسیرت، جود وسخا، نرم دلی، سخن پروری اور تقویٰ وطہارت کی بہت تعریف کی ہے۔ الزرکلی نے ان کو "سیدۃ نساء عصر" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت سکینہ عرب کے کئی نامور شعراء کی سرپرستی کرتی تھیں۔ ان میں جریرؔ، فرزدقؔ، جمیل، کثیرؔ اور ابن سریج کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

ابن خلکان اور کچھ دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت سکینہؓ نے ۵ ربیع الاول ۱۱۷ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں لیکن ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے مصر میں وفات پائی اور ان کا مدفن بھی وہیں ہے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت سکینہؓ کی زندگی میں صرف ایک نکاح ہوا۔ یہ نکاح سیدنا حضرت حسنؓ کے صاحبزادے حضرت ابوبکر عبداللہؓ سے ہوا تھا ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ کربلا کا سانحہ پیش آگیا اور حضرت ابوبکر عبداللہؓ میدانِ کربلا میں دوسرے اصحاب حسینؓ کے ساتھ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سکینہؓ نے پھر کسی سے شادی نہیں کی اور ساری عمر عبادتِ الٰہی میں گزار دی۔ ان مؤرخین نے ان کے زہد وتقویٰ اور اخلاقِ حسنہ کی بہت تعریف کی ہے۔

دوسری طرف ابوالفرج اصفہانی نے "کتاب الاغانی" میں حضرت سکینہؓ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں عجیب و غریب قصے بیان کیے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ بڑی خوش ذوق خاتون تھیں۔ شعر و موسیقی کی دلدادہ تھیں اور ان کے مکان پر شاعروں، گویوں اور دوسرے ارباب کمال کا جمگھٹا رہتا تھا جن کو وہ دل کھول کر انعام و اکرام سے سرفراز کرتی رہتی تھیں۔ قطع نظر اس کے کہ ابوالفرج اصفہانی ایسا معتبر مؤرخ نہیں کہ اس کی باتوں کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے یہ بات ویسے بھی دور از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ خاندانِ نبوت سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون جس نے نہایت پاکیزہ ماحول میں پرورش پائی ہو اور کربلا کا دلدوز سانحہ بھی اس کی آنکھوں کے سامنے گزر چکا ہو وہ ایسی آزاد خیال اور تفریح پسند ہو جائے کہ احکام شریعت کو یکسر پس پشت ڈال دے۔ مگر ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ عصرِ حاضر کے بعض اچھے بھلے مؤرخین نے بھی ابوالفرج کے تتبع میں اسی قسم کی باتیں اپنی کتابوں میں لکھ دی ہیں۔ ان میں مولانا عبدالحلیم شرر مرحوم اور جسٹس سید امیر علی مرحوم پیش پیش ہیں۔ "مشاہیر نسواں" میں مؤخر الذکر کے حوالے سے ہی یہ عبارت ملتی ہے :-

"حضرت سکینہ کی قابلیت کا اس قدر چرچا تھا کہ اُس عصر کی عورات ان کی وضع قطع پر چلنا اپنا فخر سمجھتی تھیں۔ ان کے ایک ایک لباس کی نقل ہوتی تھی خاص کر عورتوں کے سر کا لباس جو آپ نے ایجاد کیا اور آپ کے نامِ نامی پر "طُرّۃ السکینہ" کہلایا اس قدر مقبول ہوا کہ کچھ صدیوں کے بعد لیڈی مانٹیگ نے اس کو انگلستان میں رائج کیا۔ سکینہ فقط لباس ہی کے معاملے میں فیشن کی موجد نہ تھیں بلکہ علمی مذاق کی باتوں پر بھی ان کو وہی اقتدار حاصل تھا اگرچہ خلفائے بنی امیہ آپ کی حیرت انگیز قابلیت کو رشک سے دیکھتے تھے اور ان کے مکان میں علمی مجلسوں کا انعقاد ان کو گوارا نہ تھا لیکن وہ باہمت ہاشمیہ مرتے دم تک ایسی مجلسیں کرتی رہی۔ وہ خدمت گار کنیزوں کے جھرمٹ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں تمکنت کے ساتھ بیٹھ کے دور دور کے علماء فضلاء کی تواضع کرتی اور بڑے بڑے شعراء آکر اس سے رائے لیتے اور دادِ شاعرانہ کے خواہاں ہوتے۔ اس کی متواتر فیاضیوں نے اسلامی دنیا کو ترقی دی اور اس کی بے لاگ نکتہ چینیوں نے بہت سے اہلِ کمال کو دل شکستہ بنایا۔"

سید امیر علی کی یہ عبارت آرائی حضرت سکینہؓ کی مدح ہے یا ذم، اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

حضرت سکینہؓ بلاشبہ تاریخ اسلام کی ایک نامور شخصیت ہیں لیکن ان کی زندگی کے بہت کم پہلو ایسے ہیں جن کے بارے میں کوئی بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہو۔

(ابنِ خلکان۔ ابنِ سعد۔ مشاہیر نسواں۔ شرف النساء۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ)

حضرت عُدَیسہؓ بنتِ اہبانؓ

بنو غفار سے تھیں۔ والد کا نام اہبانؓ بن صیفی تھا جن کو صحابیت کا شرف حاصل تھا۔ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں۔

عبداللہ بن عبیدؓ حضرت عدیسہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ میرے والد کے پاس تشریف لائے اور ان کو اپنے لشکر میں شامل کرنا چاہا۔ میرے والد نے کہا، "میرے دوست اور آپ کے ابن عمؐ نے حکم فرمایا ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف ہو تو میں لکڑی کی تلوار بنا لوں چنانچہ اب میں نے لکڑی کی تلوار بنالی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہی تلوار لے کر آپ کے لشکر میں شامل ہو جاؤں۔ آخر کار حضرت علیؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ (طبقات ابن سعد)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی عفیرہ عابدہؒ

بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مشہور شاگرد حضرت معاذۃ عدویہؒ سے کسبِ فیض کیا اور علم و عرفان میں اتنا بلند مقام حاصل کیا کہ اپنے دَور کی عارفاتِ کاملہ میں شمار ہوئیں۔ ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی تھیں۔ خوفِ خدا سے اس قدر رویا کرتی تھیں کہ آخری عمر میں نابینا ہو گئیں۔ کسی نے کہا، بڑی بی، اندھا ہونا بڑی بدنصیبی ہے۔

بی بی عفیرہؒ نے جواب دیا: ــــــ "اللہ تعالیٰ کے روبرو شرمندہ ہونا اس نابینائی سے زیادہ بدنصیبی ہے اور دل کا خدا کی جانب سے اندھا ہو جانا اس سے بھی بڑی بدنصیبی ہے۔"

روح بن سلمہؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عفیرہ عابدہؒ سے کہا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ رات کو سوتی نہیں ہیں۔

یہ سُن کر وہ رونے لگیں اور فرمایا: ــــــ "میں خود چاہتی ہوں کہ کچھ سو لوں لیکن تم خود ہی بتاؤ میں کیسے سو سکتی ہوں جبکہ انسان کے دونوں محافظ (مقررہ فرشتے) دن اور رات کسی وقت بھی اس سے جدا نہیں ہوتے۔"

ایک دفعہ کچھ عابد اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی تو بی بی عفیرہؒ نے فرمایا: ــــــ

"بھائیو! اگر گنہگاروں کی زبانیں خدا بند کر دیتا تو یہ بڑھیا گونگی ہوتی مگر خیر دُعا مانگنا سُنّت ہے۔ اللہ جنّت کے ہیروں سے تمہاری مہمانی فرمائے میرے اور تمہارے دلوں میں اپنے کرم سے موت کی یاد ڈالے اور مرتے دم تک ایمان سلامت رکھے۔"

(نفحات الانس، صفتہ الصفوۃ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی خنساء بنتِ خدام رح

حضرت حفص بن عمر الجعفی رح فرماتے ہیں کہ خنساء بنتِ خدام رح یمن کی رہنے والی تھیں۔ وہ بڑی پاکباز عبادت گزار اور خدا ترس خاتون تھیں۔ انہوں نے چالیس سال متواتر روزے رکھے جس کی وجہ سے ہڈی اور چمڑہ ایک ہو گیا تھا۔ وہ یادِ الٰہی میں اس قدر روتی رہتی تھیں کہ رفتہ رفتہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ امام طاؤس بن کیسان[۱] اور امام وہب بن کیسان[۲] بھی ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

جب رات آجاتی اور ہر طرف سناٹا چھا جاتا تو ان کی درد و اندوہ میں ڈوبی ہوئی آواز بلند ہوتی:

"اے خالقِ ارض و سما میں کب تک اس دنیا میں قید رہوں گی مجھے جلد نجات دے تاکہ میں تیرا وعدہ پورا ہوتا ہوا دیکھ سکوں۔"

پھر ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور پھر وہ دیر تک روتی رہتیں۔ ان کے رونے کی آواز پڑوسیوں تک بھی پہنچتی رہتی۔

(صفۃ الصفوۃ)

---

[۱] پہلی صدی ہجری میں جلیل القدر تابعی ہوئے ہیں۔ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ فضل و کمال کے اعتبار سے بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ حدیث کے بڑے حافظ اور فقہ کے بلند پایہ عالم تھے۔ زہد و عبادت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

[۲] مشہور تابعی ہیں۔ ۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ دوسرے مذاہب کے صحیفوں کے سب سے بڑے عالم تھے۔ عابدِ شب بیدار اور نہایت حلیم الطبع تھے۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی اُمُّ الخیرؒ بنتِ حریش

اُمُّ الخیرؒ بنتِ حریش بن سراقۃ البارقی کوفہ کی ایک نڈر اور بیباک خاتون تھیں۔ وہ جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ تھیں اور نہایت فصیح و بلیغ رجزیہ اشعار پڑھ کر لوگوں کو ان کی مدد پر ابھارتی تھیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ والیٔ کوفہ کو فرمان بھیجا کہ اُمُّ الخیر بنتِ حریش کو عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس دمشق بھیج دو۔ والیٔ کوفہ نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ دمشق پہنچیں تو امیر معاویہؓ نے ان کو اپنے حرم میں اتارا اور پھر ایک دن ایوانِ خلافت میں بُلا بھیجا۔ انہوں نے دربار میں آتے ہی کہا:

"السلام علیک یا امیرالمؤمنین و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ"

امیر معاویہؓ نے جواب مسنون دے کر فرمایا ——— "اُمُّ الخیر میں اب کس طرح امیرالمؤمنین کے لقب کا مستحق ہو گیا؟"

بولیں: —— لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (یعنی ہر بات کا ایک وقت معین ہے)

امیر معاویہؓ نے ان کی مزاج پرسی کی تو انہوں نے کہا "اللہ تعالیٰ نے خیر و عافیت کے ساتھ ایک روشن مجلس اور مہربان حکمران کی خدمت میں پہنچا دیا۔"

امیر معاویہؓ نے فرمایا ——— "میں اپنے حسنِ نیت ہی سے تم لوگوں پر فتح مند ہوا ہوں۔"

اُمُّ الخیرؒ: "اے امیرالمؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کو لغزشِ مقال سے بچائے۔"

امیر معاویہؓ نے فرمایا: "نہیں میرا ارادہ نیک تھا اے اُمُّ الخیر! تم کو وہ تقریر یاد ہے جو تم نے عمار بن یاسرؓ کے قتل کے وقت کی تھی؟

اُمُّ الخیرؒ: "اگر پہلے سے تیار کی ہوتی تو یاد بھی رہتی، چند جملے تھے جو صدمے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سبب آپ ہی آپ زبان سے نکل گئے تھے۔ اس کے سوا اگر کوئی اور کلام سُننا چاہتے ہیں تو حاضر ہوں۔"

امیر معاویہؓ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا، کسی کو اس کی تقریر یاد ہے؟ ایک صاحب نے اُمّ الخیر کی اس فصیح و بلیغ اور پُرجوش تقریر کے چند جملے امیرؓ کے سامنے پڑھے ان میں حضرت علیؓ کے فضائل بیان کیے گئے تھے اور لوگوں کو اہلِ شام سے لڑنے پر ابھارا گیا تھا۔

اب امیر معاویہؓ نے اُمّ الخیر سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔ "اے اُمّ الخیر! تیری اس تقریر نے تو لوگوں کو میرے خون کا پیاسا بنا دیا تھا۔ واللہ اگر اب میں تجھے قتل کر ڈالوں تو اس میں کوئی قباحت نہ ہوگی۔"

اُمّ الخیرؓ: "واللہ مجھے ہرگز افسوس نہ ہوگا کیونکہ آپ کی شقاوت میری سعادت کا باعث ہوگی اور میں شہید کہلاؤں گی۔"

حضرت امیر معاویہؓ: "حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تو کیا کہتی ہے؟"

اُمّ الخیرؓ: "جب وہ خلیفہ ہوئے لوگ ان سے راضی تھے اور جب وہ شہید کیے گئے تو لوگ اُن سے ناراض تھے۔"

امیر معاویہؓ: "مدح ایسی ہی گول مول ہوتی ہے!"

اُمّ الخیرؓ: "خدا گواہ ہے اس سے کوئی اور مطلب نہیں۔ وہ سابقون الاوّلون میں سے تھے اور بیشک آخرت میں ان کا درجہ بلند ہے۔"

امیر معاویہؓ: "حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے تمہارا کیا خیال ہے؟"

اُمّ الخیرؓ: "جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہو اور جو آپؐ کی پھوپھی کے بیٹے اور آپؐ کی ہر مصیبت کے ساتھی ہوں، ان کے حق میں میری رائے کیا وزن رکھتی ہے؟"

اس کے بعد اُمّ الخیرؓ نے کہا، اے امیر آپ قریش میں احلم الناس مشہور ہیں۔ اس قسم کے سوالوں سے مجھے معذور رکھیے ـــــ چنانچہ امیر معاویہؓ نے سوالات موقوف کر دیے اور اُمّ الخیر کو ایک بیش قرار انعام دے کر رخصت کر دیا۔ (مشاہیر نسواں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی زرقاءؓ

ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ ہمدان سے تھا۔ عدی بن قیس کی بیٹی تھیں، اور اپنے قبیلے کی فصیح البیان شاعرات میں شمار ہوتی تھیں۔ جنگِ صفینؔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک تھیں اور رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے قبیلے کو لڑائی کے لیے ابھارتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے پُرجوش اشعار سُن سُن کر ان کا قبیلہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ آخر دم تک لڑتا رہا۔ لڑائی کے بعد وہ کوفہ چلی گئیں اور اپنے گھر میں خاموشی سے زندگی کے دن گزارنے لگیں۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ کے دربار میں زرقاء کا ذکر چل پڑا۔ اہلِ دربار میں سے بعض نے کہا کہ زرقاء کے اشعار نے بڑا غضب ڈھایا اور کئی مرتبہ لڑائی کا رخ بدل ڈالا۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا۔ "بتاؤ اس عورت کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے؟"

مصاحبوں نے کہا: "اے امیر یہ عورت واجب القتل ہے۔"

امیر معاویہؓ نے فرمایا، "یہ تو بہت بُرا مشورہ ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ میرے بعد یہ کہیں کہ معاویہ نے ایک عورت پر قابو پا کر اس کو قتل کر ڈالا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔"

پھر انہوں نے عاملِ کوفہ کو خط لکھا کہ زرقاء کو عزت واحترام کے ساتھ چند معتمد محرموں اور قبیلہ کے سرداروں کے ہمراہ میرے پاس دمشق بھیج دو۔

عاملِ کوفہ کو یہ خط ملا تو اس نے زرقاء کو طلب کر کے امیر کے فرمان سے آگاہ کیا۔ زرقاء نے کہا، اگر امیر نے میرا دمشق جانا میری مرضی پر رکھا ہے تو میں وہاں نہ جانا بہتر سمجھتی ہوں اور اگر یہ امیر کا حتمی حکم ہے تو بہرحال اسے ماننا پڑے گا۔

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عاملِ کوفہ نے کہا کہ یہ حکم تو قطعی ہے۔ چنانچہ اس نے زرقاءؓ کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ دمشق روانہ کر دیا۔ جب وہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے پہلے ان کی خیریت پوچھی اور پھر دریافت کیا کہ سفر کیسے طے ہوا۔

زرقاءؓ نے جواب دیا۔ "جس طرح لڑکی ماں کی گود میں پرورش پاتی ہے یا بچہ گہوارے میں سوتا ہے۔"

امیرؓ نے فرمایا۔ "ہم نے عاملِ کوفہ کو اسی طرح ہدایت کی تھی۔ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تم کو کس لیے یہاں بلایا ہے؟"

زرقاء بولیں، "جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اسے کیسے جان سکتی ہوں۔"

امیر معاویہؓ نے فرمایا۔ "اے زرقاء کیا تو وہی نہیں جو صفین کی لڑائی میں سُرخ اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کو لڑائی کے لیے مشتعل کر رہی تھی تو نے کیوں ایسا کیا؟"

زرقاء نے کہا: "اے مسلمانوں کے امیر! جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اب ماضی کو بھول جائیے۔ دنیا میں یہی ہوتا رہا ہے کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت ہوتی ہے۔"

امیر معاویہؓ: "کیا تم کو اپنا اُس دن والا خطبہ یاد ہے؟"

زرقاء: "بخدا مجھے یاد نہیں۔ میں سب کچھ بھول چکی ہوں۔"

امیر معاویہؓ: "لیکن میں تو نہیں بھولا۔ سنو! تم علیؓ کی فوج اور اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھیں:

"تم اس فتنے سے بچو جو تم کو ظلمت کی طرف دھکیل رہا ہے اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکا رہا ہے۔ یہ کیسا اندھا، بہرا اور گونگا فتنہ ہے کہ نہ ہانکنے والوں کی ہانک سنتا ہے اور نہ کھینچنے والوں کی مرضی پر چلتا ہے۔ دیکھو چراغ آفتاب کے سامنے روشن نہیں ہوتا۔ اے مہاجرین یاد رکھو، عورتوں کی آرائش مہندی سے ہے اور مردوں کی خون سے......"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زرقاء: "اے امیر! اللہ آپ کا بھلا کرے آپ نے بھولے بسرے واقعات یاد دلا کر میرا خون گرما دیا اور میری مردہ روح کو پھر زندہ کر دیا۔"

امیر معاویہؓ: "کیا تو علیؓ کا ساتھ دینے پر اب بھی خوش ہے؟"

زرقاء: "صرف خوش ہی نہیں بلکہ مجھے اس پر فخر ہے۔"

امیر معاویہؓ: "اے زرقاء! علیؓ کے ساتھ تیری وفاداری ان کی وفات کے بعد زیادہ قابلِ عزت ہے بہ نسبت اس عقیدت اور محبت کے جو ان کی زندگی میں تم ان کے ساتھ رکھتی تھیں۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو بلاتکلف مجھ سے مانگو۔"

زرقاء: "جس شخص کے خلاف میں لوگوں کو بھڑکاتی رہی اور آمادہ پیکار کرتی رہی اب اس کے سامنے دستِ سوال کیسے دراز کروں؟ ہاں بغیر سوال اور خواہش کے جو کچھ ملے گا اس سے انکار نہیں کروں گی۔"

حضرت امیر معاویہؓ بھی تحمل اور عفو و درگزر میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے بی بی زرقاءؒ اور ان کے ساتھیوں کو انعام و اکرام اور قیمتی خلعت دے کر رخصت کیا۔ ان کے جانے کے بعد انہوں نے درباریوں کے سامنے بی بی زرقاء کی آزادانہ روش کی تعریف کی۔ (عقد الفرید۔ شرف النساء۔ مشاہیر نسواں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی دارمیتہ الحجونیہؒ

حضرت امیر معاویہؓ اپنے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ حج کے لیے مکہ معظمہ گئے۔ وہاں انہوں نے اہلِ مکہ سے بنوکنانہ کی ایک خاتون دارمیہ کا حال دریافت کیا جو حجون میں رہتی تھیں اور دارمیتہ الحجونیہ کے نام سے مشہور تھیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ وہ زندہ سلامت موجود ہے۔ امیر معاویہؓ نے ان کو بلا بھیجا۔ جب وہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے فرمایا:

"اے حام کی بیٹی! جانتی ہو کہ تم کو کیوں بلایا گیا؟"

دارمیہ نے جواب دیا۔ "میرا حام سے کوئی واسطہ نہیں باقی رہی یہ بات کہ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے تو غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔"

امیر معاویہؓ نے فرمایا: "میں نے یہ پوچھنے کے لیے بلایا ہے کہ تو نے علیؓ کا ساتھ کیوں دیا اور مجھ سے کیوں دشمنی رکھی؟"

دارمیہؒ: "کیا آپ مجھے اس سوال کے جواب سے معاف نہ رکھیں گے؟"

امیر معاویہؓ: "نہیں تمہیں میرے سوال کا جواب دینا ہوگا۔"

دارمیہؒ: "آپ اصرار کرتے ہیں تو میں بتائے دیتی ہوں۔ میں علیؓ کو اس لیے دوست رکھتی تھی کہ وہ رعیت سے انصاف کرتے تھے۔ سب کو استحقاق کے مطابق حقوق دیتے تھے۔ مسکینوں سے محبت اور دینداروں کی عزت کرتے تھے۔ آپ کی اس لیے مخالف تھی کہ (میری دانست کے مطابق) آپ اپنے سے افضل کے ساتھ لڑے اور جس کے آپ مستحق نہ تھے اس حق کے طالب ہوئے۔ آپ نے خونریزی کرائی ...."

امیر معاویہؓ: "کیا تو نے علیؓ کا کلام بھی سنا ہے؟"

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دارمیہؒ: "کیوں نہیں، خود ان کی زبان سے سُنا جب وہ بولتے تھے تو دل کی گمراہی ایسے دور ہو جاتی تھی جیسے برتن کا زنگ زیتون کے تیل سے۔"

اسی طرح کئی اور سوال و جواب ہوئے۔ آخر امیر معاویہؓ نے فرمایا:

"اے دارمیہ! تیری کوئی حاجت ہو تو بیان کر، میں تیری کھری باتوں سے بہت خوش ہوا ہوں۔"

دارمیہؒ: "مجھے سَو سرخ اونٹنیاں عنایت کیجئے جن کے ساتھ ان کے نر اور چرواہے بھی ہوں۔"

امیر معاویہؓ: "ان کو کیا کرو گی؟"

دارمیہؒ: "بچوں کو ان کا دودھ پلاؤں گی اور بڑوں کو حیا دلاؤں گی۔ ان کی وجہ سے قبائل میں شرافت کا درجہ پاؤں گی اور ان میں امن قائم کروں گی۔"

امیر معاویہؓ: "اگر میں تیری یہ حاجت پوری کردوں تو پھر تیرے دل میں میرے لیے علیؓ کے برابر جگہ ہوگی یا نہیں؟"

دارمیہؒ: "آپ کے لیے بھی کچھ کم جگہ نہ ہوگی۔"

اس پر امیر معاویہؓ نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ اگر میں تیرے ساتھ حلم کا برتاؤ نہ کروں تو پھر کون ہے میرے بعد جس سے امید کی جائے۔ یہ اونٹنیاں تجھ کو مبارک ہوں اور یاد رکھ اس شخص کو جو عداوت کے جواب میں حسنِ سلوک کرتا ہے۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے فرمایا، "واللہ اگر علیؓ زندہ ہوتے تو ان حالات میں ایک اونٹنی بھی تجھ کو نہ دیتے۔"

دارمیہ نے کہا: "ہاں خدا کی قسم یہ سچ ہے۔ وہ مسلمانوں کے مال سے ایک پیسہ بھی مجھے عطا نہ کرتے۔"

پھر وہ امیر معاویہؓ کو دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئیں۔

(عقد الفرید)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بی بی بکارہ ہلالیہؒ

عرب کے قبیلہ بنو ہلال کی شیوا بیان شاعرہ تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نہایت عقیدت مند اور مداح تھیں۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان اختلافات کا آغاز ہوا تو انہوں نے شروع سے اخیر تک حضرت علیؓ کی پُرجوش حمایت اور حضرت امیر معاویہؓ کی پُرزور مخالفت کی، اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے اشعار کہے جو لوگوں کے دلوں میں آگ لگا دیتے تھے۔ امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں وہ اس قدر ضعیف ہو چکی تھیں کہ بدن میں رعشہ تھا اور آنکھوں سے بہت کم سجھائی دیتا تھا۔ ایک دفعہ امیر معاویہؓ کے دربار میں حاضر ہوئیں اور سلام کر کے بیٹھ گئیں۔ امیر معاویہؓ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

"بکارہ! افسوس زمانہ نے تمہاری حالت کو بہت متغیر کر دیا۔"

بولیں: "اے امیر زمانہ کی گردش ایسا ہی تغیر و تبدل کرتی رہتی ہے جو زندہ رہ جاتا ہے وہ بڈھا ہو جاتا ہے جو مر جاتا ہے گم ہو جاتا ہے۔"

اہلِ دربار میں سے بعض اصحاب نے امیر معاویہؓ کو بکارہ کے بعض اشعار یاد دلائے جو انہوں نے امیرؓ کے خلاف کہے تھے۔ ان میں اس قسم کے اشعار بھی تھے:

"میری آرزو تھی کہ مر جاؤں لیکن بنی امیہ کے کسی خطیب کو منبر پر نہ دیکھوں مگر اللہ نے میری رسی دراز کر دی کہ زمانہ کی عجیب نیرنگیاں میری نظر سے گزریں آئے دن بنی ہاشم کے خطیب دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں۔"

بکارہ نے یہ باتیں سنیں تو کہا:

"اے امیر مکرنے سے کچھ حاصل نہیں اور جھوٹی خوشامد کی مجھے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عادت نہیں اور اسی قسم کے اور اشعار جو ان کو اور امیر کو معلوم نہیں، ان اشعار سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔"

امیر معاویہؓ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا، "ہوں گے لیکن یہ امر مجھے تمہارے ساتھ نیک سلوک کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ تم اپنی حاجت بیان کرو میں اسے خوشی کے ساتھ پورا کروں گا۔"

بکارہ نے کہا، "(اس بے لطفی کے بعد) اس وقت میں کوئی حاجت بیان نہیں کروں گی۔" ——— پھر وہ لاٹھی ٹیکتے ہوئے خاموشی سے اٹھ کر چلی گئیں۔

(عقد الفرید)

حضرت جسرہؒ بنت دجاجہ عامری

کوفہ کی رہنے والی تھیں اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شاگرد تھیں۔ حج اور عمرہ کا بہت شوق تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے تقریباً چالیس عمرے کیے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو ربذہ میں دیکھا۔

حضرت صدیقہؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کرتی ہیں۔ ان سے قدامہ عامریؒ نے روایت کی ہے۔

(طبقات ابن سعد)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمِّ عاصمؒ

اُمِّ عاصمؒ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ فاروقؓ کی پوتی اور بنو امیہ کے آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی والدہ تھیں۔ اُمِّ عاصمؒ کی والدہ کو حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہو کیسے بنایا ــــ؟ یہ تاریخِ اسلام کا ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ فاروق کا معمول تھا کہ رات کو اکثر اپنے خادم اسلم کو ساتھ لے کر شہر میں گشت کیا کرتے تھے۔ اس گشت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے حالات سے باخبر ہو کر ان کے مسائل کو حل کر سکیں۔ ایک رات کو اسی طرح گشت کرتے کرتے تھک گئے تو ایک مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اچانک انہوں نے مکان کے اندر سے کسی عورت کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی:۔

"بیٹی اٹھو اور اس دودھ میں کچھ پانی ملا دو"۔ اس کے بعد انہوں نے ایک لڑکی کی آواز سُنی جو کہہ رہی تھی:

"اماں! کیا آپ نے امیر المؤمنین کا حکم نہیں سُنا؟ انہوں نے منادی کرائی تھی کہ کوئی شخص دودھ میں پانی ملا کر دوسروں کے ہاتھ فروخت نہ کرے۔"

ماں نے سخت لہجے میں کہا، "لڑکی باتیں نہ بنا اٹھ اور دودھ میں پانی ملا دے۔ یہاں نہیں کون دیکھ رہا ہے۔"

لڑکی نے جواب دیا: "اماں! اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے اس طرح بے ایمانی کرنے سے وہ ناراض ہوگا اور پھر یہ امیر المؤمنین کے حکم کی نافرمانی بھی تو ہے۔ کیا یہ گناہ نہیں کہ ہم امیر المؤمنین کے سامنے تو ان کی اطاعت کریں اور

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کی غیر حاضری میں ان کی نافرمانی کریں۔ میں تو یہ گناہ نہیں کروں گی۔"
حضرت عمر فاروق رضی کے کانوں میں ماں بیٹی کی یہ باتیں پڑیں تو انہوں نے اسلم سے فرمایا، اس مکان کو اچھی طرح پہچان لو۔

صبح ہوئی تو انہوں نے اسلم کو اس مکان پر یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ یہ عورتیں کون ہیں ــــــ اسلم نے واپس آکر بتایا کہ یہ مکان ایک بیوہ کا ہے اور لڑکی اس کی ناکتخدا بیٹی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی کو اس لڑکی کی خدا خوفی اور دیانتداری اتنی پسند آئی کہ انہوں نے اسے اپنی بہو بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے عاصم رضی کے لیے اس لڑکی کا رشتہ مانگ لیا۔ اس طرح یہ نیک سیرت خاتون حضرت عمر فاروق رضی کی بہو بن گئی۔ اُمِ عاصم اسی خاتون کے بطن سے پیدا ہوئیں اور اسی کی آغوشِ تربیت میں پرورش پاکر نہایت بلند اخلاق اور ستودہ صفات خاتون بنیں۔
ان کی شادی مصر کے گورنر عبدالعزیز بن مروان سے ہوئی جو بنوامیہ کے پانچویں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے بھائی تھے۔

۶۱ھ یا ۶۲ھ میں اُمِ عاصم کے بطن سے حضرت عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔ وہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات کے بعد ۹۹ھ میں مسندِ خلافت پر بیٹھے اور ایک بار پھر دنیا کو خلافتِ راشدہ کا دَور دکھا دیا۔ انہیں اپنے عدل و انصاف، علم و فضل اور زہد و اتقا کی وجہ سے عمر فاروق ثانی کہا جاتا ہے۔

افسوس کہ اُمِ عاصم کو اپنے فرزند کی خلافت کا زمانہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور وہ اس سے بہت پہلے وفات پاگئیں۔ ان کی وفات کے بعد عبدالعزیز نے ان کی بہن حفصہ بنت عاصم سے نکاح کر لیا لیکن حفصہ اُن اوصاف و خصائل سے متصف نہ تھیں جو اُمِ عاصم کی سیرت و کردار کا خاصہ تھیں۔ چنانچہ عبدالعزیز کے رشتہ دار حفصہ کو دیکھتے تھے تو ان کی زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آجاتے تھے "لیت حفصه من رجال ام عاصم" یعنی کاش حفصہ بھی اُمِ عاصم جیسی بلند اخلاق ہوتی ــــــ رفتہ رفتہ یہ قول عرب میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا۔ (مشاہیر نسواں: تذکرۃ الخواتین، الفاروق)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت اُمِّ عبداللہ فاطمہؒ بنتِ حسنؓ

اصل نام فاطمہ تھا لیکن انہوں نے اپنی کنیت اُمِّ عبداللہ سے شہرت پائی۔

سیّدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادی اور سیّدنا حضرت علی اوسط (زین العابدینؒ) بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اہلیہ تھیں۔ ۵۷ھ ہجری میں سیّدنا حضرت محمّد باقرؒ انہی کے بطن سے پیدا ہوئے[1] بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا حضرت حسینؓ حجازِ مقدس سے کربلا جاتے وقت اپنے خاندان کی جن خواتین کو اپنے ساتھ لے گئے ان میں حضرت اُمِّ عبداللہ بھی شامل تھیں اور ان کے شوہر سیّدنا علی زین العابدینؒ اور کمسن فرزند حضرت محمّد باقرؒ بھی ان کے ساتھ تھے۔ کربلا کے دلدوز واقعات ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے۔

اپنے گرامی مرتبت شوہر کی طرح حضرت اُمِّ عبداللہؒ بھی بہت عبادت گزار صابر اور باخدا خاتون تھیں۔ ان سے بہت سی کرامات منسوب ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

---

[1] اثنا عشری حضرات حضرت علیؓ کو پہلا حضرت حسنؓ کو دوسرا حضرت حسینؓ کو تیسرا حضرت علی زین العابدینؒ کو چوتھا اور حضرت محمّد باقرؒ کو پانچواں امام معصوم مانتے ہیں سیّدنا حضرت زین العابدینؒ کثرتِ عبادت، زہد و اتقا اور علم و فضل کے اعتبار سے یکتائے زمانہ تھے اس کے علاوہ جملہ محاسنِ اخلاق کے پیکرِ جمیل تھے۔ صبر و تحمّل، حلم و حیا، جود و سخا، انکسار و تواضع، عفو و درگزر، غیرت، خودداری، عزم و ہمت، سادگی اور خدمتِ خلق ان کی کتابِ اخلاق کے سب سے روشن ابواب ہیں اپنے اخلاقِ عالیہ کی وجہ سے مرجع خلائق تھے۔
۳۷ھ یا ۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں وفات پائی۔ سیّدنا حضرت محمّد باقرؒ آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۵۷ھ میں پیدا ہوئے نہایت وسیع العلم اور متبحّر عالم تھے۔ عبادتِ الٰہی اور زہد و اتقا میں اپنے والدِ گرامی کا نمونہ تھے۔ اپنے اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے ان کو بھی عامۃ الناس میں درجۂ محبوبیت حاصل ہو گیا تھا۔ ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ بنتِ عبد الملک

فاطمہ بنتِ عبد الملک کا شمار پہلی صدی ہجری کی نہایت معزز اور بلند کردار خواتین میں ہوتا ہے۔ ان کے مقام اور مرتبہ کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ بنو امیہ کے چھ خلفاء سے ان کا براہِ راست قریبی تعلق تھا اس کی تفصیل یہ ہے:
وہ بنو امیہ کے پانچویں خلیفہ عبد الملک بن مروان کی بیٹی، چھٹے خلیفہ ولید اول، ساتویں خلیفہ سلیمان، نویں خلیفہ یزید ثانی اور دسویں خلیفہ ہشام کی بہن اور آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی اہلیہ تھیں [۱]
فاطمہ سنہ ۶۴ھ اور سنہ ۷۰ھ کے درمیان کسی وقت پیدا ہوئیں۔ والدین نے بڑے ناز و نعم سے ان کی پرورش کی اور تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا۔ سنہ ۸۶ھ میں جب وہ سنِ بلوغت کو پہنچ چکی تھیں، خلیفہ عبد الملک نے ان کی شادی اپنے بھتیجے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے کر دی اور داماد کو خناصرہ کا گورنر مقرر کر دیا اس کے جلد ہی بعد عبد الملک کا انتقال ہو گیا اور ولید بن عبد الملک تختِ حکومت پر بیٹھا۔ اس نے سنہ ۸۷ ہجری میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو مدینہ منورہ کا گورنر مقرر

---

[۱] ان خلفاء کے عہدِ حکومت کی تفصیل یہ ہے۔

عبد الملک بن مروان	ـــــ	سنہ ۶۵ھ تا سنہ ۸۶ھ
ولید اول بن عبد الملک	ـــــ	سنہ ۸۶ھ تا سنہ ۹۶ھ
سلیمان بن عبد الملک	ـــــ	سنہ ۹۶ھ تا سنہ ۹۹ھ
عمر بن عبد العزیزؒ	ـــــ	سنہ ۹۹ھ تا سنہ ۱۰۱ھ
یزید ثانی بن عبد الملک	ـــــ	سنہ ۱۰۱ھ تا سنہ ۱۰۵ھ
ہشام بن عبد الملک	ـــــ	سنہ ۱۰۵ھ تا سنہ ۱۲۵ھ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اس زمانے میں وہ بڑے نفاست پسند اور شاہ خرچ تھے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنتے اور عمدہ سے عمدہ خوشبویات استعمال کرتے، داڑھی پر عنبر کا سفوف ملتے اچھی سے اچھی غذائیں کھاتے اور بڑے جاہ و حشم سے رہتے تھے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے اہلِ خانہ کو کس طرح رکھا ہو گا۔ ۹۳ھ میں انہیں مدینہ منورہ کی گورنری سے سبکدوش کر دیا گیا۔ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک ان کا بہت مداح اور قدر دان تھا اس نے ۹۹ھ میں اپنی وفات سے پہلے انہیں خلافت کے لیے نامزد کر دیا۔ چنانچہ اس کی وفات کے بعد وہ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ یہ ذمہ داری سنبھالتے ہی ان کی زندگی میں یکسر انقلاب آ گیا۔ انہوں نے ایک با جبروت مطلق العنان حکمران بننے کے بجائے اسوۂ فاروقی اختیار کیا اور اپنے آپ کو حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور حضرت ابوہریرہؓ جیسے درویش صفت بزرگوں کے قالب میں ڈھال لیا۔ اسی لیے انہیں فاروقِ ثانی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابنِ خلدونؒ لکھتے ہیں:

> "حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مروانی سلسلہ کی درمیانی کڑی تھے انہوں نے اپنی تمام مساعی خلفائے راشدین اور صحابہؓ کے دور کے احیاء کے لیے وقف کر دیں۔"

خلیفہ بنتے ہی انہوں نے اپنے خاندان کی جاگیریں وغیرہ ان کے اصل مالکوں اور حقداروں کو واپس کر دیں۔ اہلیہ بی بی فاطمہ کے پاس اپنے باپ کا دیا ہوا ایک بیش بہا ہیرا تھا، اس کے علاوہ بھائیوں کا دیا ہوا کافی مال و زر تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان سے فرمایا کہ تم کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔ اس نگینہ، زیورات، اور مال کو بیت المال میں داخل کر دو یا مجھے چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اطاعت شعار بیوی نے وہ بیش قیمت ہیرا اور دوسری چیزیں بلا چون و چرا بیت المال میں جمع کرا دیں اور اپنے درویش سیرت شوہر کی رفاقت کو ترجیح دی۔ اس کے بعد انہوں نے انتہائی عسرت اور فقر و فاقہ سے زندگی گزاری لیکن کبھی حرفِ شکایت

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زبان پر نہ لائیں۔ نیچے بھی اسی تنگی ترشی سے زندگی گزارتے تھے مگر وہ ہمیشہ اُن کو صبر و قناعت کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔

خلافت کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اعلیٰ اور مرغن کھانے بالکل ترک کر دیئے تھے۔ گھر میں اکثر دال پکتی تھی۔ ایک روز گھر کے خادم نے بی بی فاطمہؒ سے شکایت کی کہ ہر روز دال کھاتے کھاتے تنگ آ گیا ہوں۔ انہوں نے کہا، تمہارے آقا امیر المؤمنین کی بھی یہی غذا ہے (اور ہماری بھی)۔ وہ خاموش ہو گیا۔

ایک دفعہ عید الفطر سے چند دن پہلے بی بی فاطمہؒ نے اپنے شوہر نامدار سے کہا کہ عید کے دن پہننے کے لیے بچوں کے پاس بہت معمولی کپڑے ہیں اگر آپ نئے کپڑوں کا بندوبست کر سکیں تو ان کا جی خوش ہو جائے گا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مہتمم بیت المال کو ایک رقعہ لکھا کہ میرا ایک ماہ کا وظیفہ پیشگی بھیج دیجیے۔ اس نے رقعہ کی پشت پر یہ الفاظ لکھ کر اسے واپس بھیج دیا۔ "امیر المؤمنین کیا آپ کو یقین ہے کہ اگلے ماہ تک زندہ رہیں گے۔" یہ الفاظ پڑھ کر وہ اشکبار ہو گئے اور اہلیہ سے کہا کہ ہمارے بچوں کو بہشت میں عمدہ پوشاک ملے گی اس لیے یہاں عمدہ لباس کی ضرورت نہیں — اس کے بعد انہوں نے پھر کبھی ایسی باتوں کا مطالبہ نہ کیا۔

ایک مرتبہ شوہر نامدار نے ان کے سامنے لبنان کے شہد کا شوق ظاہر کیا۔ انہوں نے لبنان کے عامل ابن معدی کرب کو لکھ بھیجا اس نے بہت سا شہد بھیج دیا۔ جب یہ شہد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے فاطمہؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا، معلوم ہوتا ہے تم نے لبنان کے عامل سے فرمائش کر کے شہد منگوایا ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو اس کو چکھا تک نہیں اور فروخت کروا کر قیمت بیت المال میں جمع کرا دی۔

ایک مرتبہ عراق کی ایک عورت اپنی یتیم بچیوں کے لیے وظیفہ مقرر کرانے کی غرض سے دمشق آئی اور عمر بن عبد العزیزؒ کے گھر کا پتہ پوچھ کر بی بی فاطمہ کے پاس

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چلی گئی۔ وہ اس وقت روٹیاں پکا رہی تھیں اس کو پاس بٹھالیا۔ عورت نے مکان کے در و دیوار پر نظر ڈالی اور حیران ہو کر کہا:

"میں تو یہاں اس لیے آئی تھی کہ اس گھر کے فیض سے اپنے گھر کی ویرانی دور کروں لیکن یہ تو خود ویران ہو رہا ہے۔"

فاطمہ بولیں، "بہن تم جیسے لوگوں کے گھروں کو آباد کرنے کے لیے ہی یہ گھر ویران ہو رہا ہے۔" پھر اس عورت کی ضرورت دریافت کی اور جب امیرالمؤمنین گھر تشریف لائے تو مناسب تعارفی الفاظ کے ساتھ اسے ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے اس کی یتیم بچیوں کے وظیفے مقرر کر دیئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو مسلمہ بن عبدالملک بہنوئی کی عیادت کے لیے آئے، انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؒ ایک میلی سی پھٹی ہوئی قمیص پہنے ہوئے ہیں۔ اپنی بہن (فاطمہؒ) سے کہا کہ امیرالمؤمنین کی قمیص بدل ڈالو، لوگ عیادت کے لیے آتے ہیں وہ یہ قمیص دیکھ کر کیا کہیں گے۔ بی بی فاطمہ بولیں، خدا کی قسم اس کے سوا دوسری قمیص نہیں ہے۔

غرض ناز و نعم میں پلی ہوئی اس شہزادی اور ملکہ نے اپنے درویش خو شوہر کا دورِ خلافت اسی عسرت اور زہادی کی حالت میں گزارا۔ شوہر کی وفات ۱۰۱ھ کے بعد وہ کافی عرصہ زندہ رہیں مگر تکلف کی زندگی دوبارہ مرتے دم تک اختیار نہ کی۔

مشہور ترک مصنف ذہنی آفندی نے اپنی کتاب "مشاہیر النساء" میں بی بی فاطمہؒ کی زندگی کا ایک اور ہی نقشہ کھینچا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فاطمہ بنتِ عبدالملک بن مروان زیادہ تر "ذات الخمار" کے لقب سے مشہور ہیں۔ صاحبِ ولایت تھیں۔ اُن کا مزار بُصریٰ (شام) میں ہے جہاں ان کے اکثر معتقدین حاضر ہوتے رہتے ہیں۔"

(سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ۔ تابعین۔ تاریخ اسلام)

---

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمِّ ربیعہؒ

امام ابوعثمان ربیعۃ الرائیؒ (المتوفیٰ ۱۳۶ھ) کی والدہ تھیں۔ ان کی شادی مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک جوانِ صالح ابوعبدالرحمٰن فروخ سے ہوئی جو قبیلہ بنی تمیم بن جرہ کے غلام تھے۔ امام ربیعہؒ ابھی شکمِ مادر میں تھے کہ اُن کے والد ابوعبدالرحمٰن فروخ کو خراسان کی مہم پر جانا پڑا۔ گھر سے چلتے وقت انہوں نے اپنی اہلیہ کو تیس ہزار اشرفیاں دیں اور کہا کہ یہی میری کل پونجی ہے انہیں احتیاط سے رکھنا۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ مجھے میدانِ جہاد سے زندہ سلامت واپس لائے تو اس رقم سے تجارت کروں، ہاں اگر میری غیر حاضری میں تمہیں کوئی ضرورت پیش آجائے تو تم اس رقم میں سے جتنی چاہو خرچ کر سکتی ہو اور میرے جانے کے بعد اللہ تمہیں لڑکا یا لڑکی دے تو اس کی پرورش عمدہ طریقے سے کرنا۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیوی کو خدا حافظ کہا اور دمشق جا کر اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔

اس زمانے میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ مسلسل جاری تھا، ایک مہم کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی۔ یہاں تک کہ فروخ کو ان مہموں میں حصہ لیتے لیتے پورے ستائیس برس گزر گئے لیکن جہاد میں مصروفیت نے انہیں گھر نہ لوٹنے دیا اور نہ گھر سے ان کا کوئی رابطہ ہی قائم ہو سکا —— اُدھر ان کے گھر سے نکلنے کے چار پانچ ماہ بعد اللہ نے ان کی بیوی کو فرزند عطا کیا جس کا نام انہوں نے ربیعہ رکھا۔ وہ بڑی دانشمند اور دور اندیش خاتون تھیں۔ گو شوہر کی جدائی نے ان کی زندگی بے کیف کر دی تھی لیکن انہوں نے بچے کی پرورش نہایت عمدہ طریقے سے کی۔ جب ربیعہ سنِ شعور کو پہنچے تو والدہ

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ان کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام کیا۔ یہاں تک کہ اپنے شوہر کی چھوڑی ہوئی تمام اشرفیاں سب کی سب ربیعہ کی تعلیم پر خرچ کر دیں۔

ربیعہ بھی بیحد ذہین اور محنتی تھے انھوں نے بہت چھوٹی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا اور پھر چند سال کے اندر اندر قرآن، حدیث، فقہ، ادب اور دوسرے تمام علوم پر ایسا عبور حاصل کر لیا کہ ان کے علمی کمالات کی سارے عرب میں دھوم مچ گئی اور وہ بیس بائیس برس کی عمر میں اپنے وقت کے امام تسلیم کیے گئے۔ لوگ اب نوجوان ربیعہ کو "امام ربیعۃ الرائی" کہتے تھے۔ امام ربیعہ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مسجدِ نبویؐ میں بیٹھ کر لوگوں کو باقاعدگی سے درس دیتے تھے اور طلبہ دُور دُور سے آکر ان کے حلقۂ درس میں شامل ہوتے تھے۔ ان طلبہ میں سے کئی بعد میں خود اپنے وقت کے امام بنے۔ امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، اور کئی دوسرے مشاہیرِ وقت امام ربیعہؒ ہی کے شاگرد تھے۔

ستائیس برس کے بعد فروخ کو جہاد سے فرصت ملی تو انھوں نے سیدھا وطن کا رخ کیا۔ کئی دن کے سفر کے بعد وہ مدینے میں اس شان سے داخل ہوئے کہ گھوڑے پر سوار تھے۔ تلوار کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں تھا۔ انھوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ کر نیزے کی انی سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ امام ربیعہؒ دروازہ کھول کر باہر نکلے —— باپ بیٹا ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ فروخ بے تکلفی سے اندر جانے لگے تو امام ربیعہ نے انھیں ٹوکا:

"اے شخص تو میرے مکان میں بلا اجازت کیوں داخل ہو رہا ہے؟"

فروخ نے برہم ہو کر کہا: "او دشمنِ خدا یہ میرا اپنا گھر ہے، تو اس میں کیوں گھسا ہوا ہے؟"

امام ربیعہؒ نے بھی بڑا تلخ جواب دیا۔ اس طرح بات بڑھ گئی اور دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ شور و غل سن کر ہمسائے جمع ہو گئے۔ ربیعہ فروخ سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم میں تجھے حاکمِ وقت کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور فروخ کی زبان پر بھی اسی قسم کے الفاظ تھے۔ کسی نے امام مالکؒ کو بھی اس جھگڑے کی خبر دے دی۔ وہ اپنے اُستاد کا معاملہ سمجھ کر فوراً وہاں آ گئے اور بڑے نرم لہجے میں فروخ سے مخاطب ہو کر کہا:

"میاں آپ زبردستی غیر کے مکان میں کیوں گھسنا چاہتے ہیں؟ آپ کسی دوسری جگہ کیوں نہیں ٹھہر جاتے؟"

اس وقت فروخ نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن فروخ ہے اور یہ میرا اپنا گھر ہے۔ ستائیس برس کے بعد میدانِ جہاد سے واپس آیا ہوں تو آپ میں سے کوئی مجھے پہچانتا ہی نہیں۔

فروخ کی آواز سُن کر ان کی بیوی نے کواڑوں کے پیچھے سے جھانکا تو فوراً شوہر کو پہچان گئی۔ امام ربیعہ اور فروخ دونوں کو اندر بلا بھیجا اور پھر امام ربیعہ کو بتایا کہ یہ تمہارے والد ہیں۔ ساتھ ہی فروخ سے کہا کہ یہ نوجوان آپ کا فرزند ہے جو آپ کے جانے کے چند ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔ اب دونوں باپ بیٹے گلے مل کر خوب روئے۔

کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد فروخ نے بیوی سے اپنی بچائی ہوئی رقم (تیس ہزار اشرفیوں) کے بارے میں پوچھا۔ بیوی نے کہا آپ اطمینان رکھیے، ساری رقم محفوظ ہے۔ اتنے میں نماز اور درس کا وقت ہو گیا۔ امام ربیعہ اذان سُنتے ہی مسجدِ نبوی میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ بھی مسجدِ نبوی میں جا کر نماز پڑھ آیئے۔ فروخ مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ساری مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ ان کے درمیان ایک صاحب بڑی شان اور وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تمام لوگ بڑے ادب اور احترام سے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ صاحب ان کے سامنے درس دے رہے ہیں۔ یہ درس دینے والے صاحب امام ربیعہ تھے۔ چونکہ انھوں نے سر پر اونچی ٹوپی پہن رکھی تھی، اس لیے فروخ انہیں دور سے پہچان نہ سکے۔ کسی سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس نے حیران ہو کر کہا "آپ ان کو نہیں پہچانتے، یہ امام ربیعۃ الرائی بن ابی عبدالرحمٰن ہیں۔"

فروخ کو یہ سن کر اس قدر مسرت ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا "اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرے بیٹے کا درجہ اتنا بلند کیا۔" خوشی خوشی گھر آئے اور بیوی کو بتایا کہ آج میں نے اپنے بیٹے کی جو عزت اور شان دیکھی، اس سے پہلے کسی بڑے سے بڑے آدمی کی نہیں دیکھی تھی۔

بیوی نے کہا، "آپ کو بیٹے کی یہ عظمت و شان پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں؟" —— فروخ نے جواب دیا، "خدا کی قسم تیس ہزار اشرفیاں اس مرتبے اور شان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔"

بیوی نے کہا، "تو پھر سن لیں کہ میں نے یہ تمام رقم اس کی تعلیم پر خرچ کر دی۔" فروخ نے بے ساختہ جواب دیا "خدا کی قسم ان اشرفیوں کا اس سے بہتر استعمال اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ تم نے بہت خوب کیا کہ ان اشرفیوں کو ٹھکانے لگا کر میرے بیٹے کو ایک ایسے خزانے کا مالک بنا دیا جس کو کبھی زوال نہیں۔"

امام ربیعۃ الرائیؒ کا شمار ائمہ تابعین میں ہوتا ہے۔ علم و فضل کے اعتبار سے ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ نہ صرف اس دور کے سر آمد روزگار علماء و فقہاء بلکہ فرمانروایانِ وقت بھی ان کے سامنے سرِ عقیدت جھکاتے تھے اور یہ مرتبہ ان کو اپنی دور اندیش اور علم دوست ماں کی بدولت حاصل ہوا جنھوں نے اپنے بچے کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیے مال و دولت کی کچھ پروا نہ کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی پہلی منزل ماں کی گود ہے اور ماں ہی بچوں کی زندگی کی معمار ہے۔ اگر مائیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بڑے ہو کر قوم اور وطن کے قابلِ فخر سپوت نہ بنیں۔

(تابعین۔ غلامانِ اسلام)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمِّ حکیمؒ بنتِ قارِظ (قارِض)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبیداللہؓ بن عباسؓ کی اہلیہ تھیں۔ ابنِ اثیرؒ نے ان کا نام عائشہ بنتِ عبدالمدان لکھا ہے۔ حسنِ صورت وحسنِ سیرت کے اعتبار سے بہت بلند مقام رکھتی تھیں اور شعر گوئی میں بہت اعلیٰ مذاق پایا تھا۔ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں حضرت عبیداللہؓ یمن کے والی تھے۔ اُمِّ حکیم بھی ان کے ساتھ یمن میں مقیم تھیں۔ جنگِ صفین کے بعد امیر معاویہؓ نے بُسر بن ابی ارطاۃ کو یمن کی تسخیر کے لیے روانہ کیا تو حضرت عبیداللہؓ، عبداللہ بن عبدالمدان کو اپنا قائم مقام بنا کر کوفہ چلے گئے۔ بُسر نے یمن پہنچ کر پہلے عبداللہ بن عبدالمدان کا کام تمام کیا۔ پھر حضرت علیؓ کے حامیوں کے قتلِ عام کا حکم دیا۔ اُمِّ حکیمؒ اور ان کے دو صغیر السن بچے عبدالرحمٰن اور قثم بھی یمن میں تھے۔ بُسر کے لشکریوں نے ان بچوں کو ان کی ماں کے سامنے قتل کر ڈالا۔ اس سانحۂ جانگداز سے ماں پر قیامت بیت گئی۔ انہوں نے غم والم کی حالت میں بہت سے دردناک اور دلگداز اشعار کہے جو ان کو سنتا بے اختیار رو دیتا تھا۔ یہ اشعار عربی ادب میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

یَا مَنْ اَحَسَّ بُنَيَّيَ اللَّذَيْنِ هُمَا
كَالدُّرَّتَيْنِ تَشَظّٰى عَنْهُمَا الصَّدَفُ

(ہے کوئی جس نے میرے ان دونوں (پیارے) بچوں کو دیکھا ہے جو مثل ان دو موتیوں کے تھے جو ابھی سیپی سے نکلے ہوں)

کہا جاتا ہے کہ فرطِ الم کی وجہ سے ان کا دماغی توازن قائم نہیں رہا تھا۔ حج کے موقع پر بچوں کے غم میں کہے ہوئے اشعار لوگوں کے سامنے پڑھا کرتی تھیں۔ خود بھی روتی تھیں اور سامعین کو بھی رلایا کرتی تھیں۔

اُمِّ حکیمؒ کا سالِ وفات کسی کتاب میں درج نہیں ہے۔

(اسدالغابہ۔ مشاہیر نسواں۔ دائرۃ المعارف)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیلیٰ الاخیلیہ

پہلی صدی ہجری میں ایک نامور عرب شاعرہ ہوئی ہے۔ اس کے والد کا نام عبداللہ بن الرحّال بن کعب بن معادیہ تھا جو قبیلہ عقیل بن کعب سے تھا۔ اس کے اسلاف میں سے کسی شخص کا لقب الاخیل (یعنی باز) تھا۔ اسی لیے اس خاندان میں یہ نام عام ہو گیا تھا۔ لیلیٰ کو بھی اسی نسبت سے الاخیلیہ کہا جاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ لیلیٰ کو اپنے ابن عم توبہ بن حُمیّر الخفاجی سے بہت محبت تھی۔ توبہ بھی اس سے شادی کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے عبداللہ بن الرحّال سے لیلیٰ کا رشتہ مانگا لیکن اس نے توبہ کی درخواست منظور نہ کی اور لیلیٰ کی شادی بنی الادلع کے ایک شخص سے کر دی۔ تاہم لیلیٰ کے دل سے توبہ کی یاد نہ گئی۔ توبہ اپنے قبیلے کا نامی شہسوار تھا اور اکثر ادگرد کے قبائل پر چھاپے مارتا رہتا تھا۔ لیلیٰ کی شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں قبیلہ عوف بن عامر عقیل نے توبہ کو اس کے آئے دن کے چھاپوں سے تنگ آ کر مار ڈالا۔ لیلیٰ کو خبر ہوئی تو اس کو سخت صدمہ پہنچا اور اس نے توبہ کے غم میں نہایت دردناک مرثیے کہے۔ یہ مرثیے عربی ادب میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

لیلیٰ اعلیٰ درجہ کی مرثیہ گو ہی نہیں تھی بلکہ مدحیہ اشعار کہنے میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔ چنانچہ اس نے خلیفہ عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف ثقفی کی مدح میں بھی بے شمار قصائد نظم کیے جو فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہیں۔

لیلیٰ نے اپنے اشعار میں اور بھی کئی لوگوں کو اپنا ممدوح بنایا۔ ایک

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دفعہ عرب کے نامور شاعر فرزدق سے کسی نے پوچھا کہ کیا تجھے کسی دوسرے شاعر کے کلام پر رشک بھی آیا ہے۔ اس نے کہا، مجھے کبھی کسی کے شعر پر رشک نہیں آیا لیکن لیلی الاخیلیہ کے ان اشعار پر جو اس نے عمرو بن خلیع کی مدح میں کہے ہیں مجھے اکثر رشک ہوا کرتا ہے۔

یا ایها السدم الملوی راسه	اے کج کلاہ نوجوان
لیقود عن امر الحجاز بریما	کیا تو حجاز کے بیچ میل لشکر کے ساتھ
اترید عمرو بن الخلیع ودونه	عمرو بن خلیع پر چڑھائی کرے گا اس کی حمایت پر
کعبٌ اذاً لوجدته مرؤما	تو کعب ہے تو اسے رحم کیا گیا پائے گا۔
ان الخلیع ورهطه فی عامر	خلیع اور اس کی قوم، بنی عامر میں
کالقلب لبس جوء جوءاً وحزیما	دل کی طرح محفوظ ہیں
لا تغزون الدهر آل مطرف	آل مطرف کو تو کبھی دھوکا نہیں دے سکتا
لا ظالماً ابداً ولا مظلوما	نہ ظالم بن کر نہ مظلوم بن کر
قوم رباط الخیل وسط بیوتهم	یہ ایسی قوم ہے کہ گھوڑوں کے اصطبل دبکے ہوئے
واسنة زرق تخال نجوما	تیر جن کو تو تارا گمان کرے، ان کے گھروں میں ہیں
ومخرق عن القمیص تخاله	اور ان کے گھروں میں سردار ہے کہ جس کے کپڑے خدمت
بین البیوت من الحیاء سقیما	کرتے کرتے پھٹ گئے ہیں تو اسے دیکھے کہ یہ تو بیمار
حتی اذا رفع اللواء رایته	ہے حیا کے سبب سے یہاں تک کہ جنگ کا جھنڈا بلند ہو
تحت اللواء علی الخمیس زعیما	تو تو اسے علم کے نیچے بڑے لشکر کا سردار پائے گا
لن تستطیع بان تحول عزهم	ان کی عزت ہل نہیں سکتی
حتی تحول ذا الهضاب لیسوما	جب تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ہلے
ان سالموک فدعهم من هذه	اگر وہ تجھ سے صلح کریں تو غنیمت جان
وارقد کفی لک بالرقاد نعیما	اور سو جا یہی نعمت تیرے لیے کافی ہے۔

لیلیٰ کو کئی مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ، خلیفہ عبدالملک اور حجاج سے

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کا موقع ملا۔ اس گفتگو کی تفصیل مختلف کتابوں میں ملتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑی فصیح البیان، روشن دماغ اور ذہین خاتون تھی۔ ایک دفعہ حجاج کے پاس گئی اور ایک رات اس کی ایک بیوی کے ہاں قیام کیا۔ دوسرے دن صبح کو حجاج سے رخصت ہونے آئی تو اس نے اپنے غلام سے کہا اسے ۵۰۰ دے دو۔ لیلیٰ نے کہا، اے امیر شاید آپ کی مراد پانچ سو اونٹوں سے ہے۔ ایک درباری نے کہا، نہیں بکریاں دی جائیں گی۔ لیلیٰ نے کہا۔ یہ امیر کی شان کے خلاف ہے وہ ایسا ہرگز نہ کریں گے۔

حجاج کا ارادہ فی الواقع بکریاں دینے کا تھا لیکن لیلیٰ کی باتیں سن کر وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ بکری کا لفظ تک زبان پر نہ لا سکا اور اس کو پانچ سو اونٹ دے کر ہی رخصت کیا۔

علامہ اصمعیؒ کا بیان ہے کہ لیلیٰ نے بڑھاپے میں حجاج سے درخواست کی کہ وہ اسے اس کے ابن عم قتیبہ بن مسلم کے پاس خراسان پہنچا دے۔ لیکن کہتے ہیں کہ جب وہ واپس آ رہی تھی تو راستے ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے برعکس ابو الفرج اصفہانی کا بیان ہے کہ لیلیٰ، توبہ بن حمیرؓ کی قبر پر فوت ہوئی۔ اس سلسلے میں اس نے ایک طویل کہانی بیان کی ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

(عقد الفرید۔ مشاہیر نسواں۔ دائرہ معارف اسلامیہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عقیلہ بنتِ ضحاک

پہلی صدی ہجری کے مشہور عرب شاعر اَلفَرَزدَق[1] کا بیان ہے کہ ہماری قوم کے ایک شخص کے دو غلام گم ہو گئے (یا بھاگ گئے) وہ اونٹنی پر سوار ہو کر ان کی تلاش کے لیے نکلا۔ راستے میں وہ باد و باراں کے طوفان میں گھر گیا۔ قریب ہی بنو حنیفہ کا ایک گھر نظر آیا۔ وہ پناہ لینے کے لیے اس گھر کے اندر بطور مہمان چلا گیا اور اپنی اونٹنی کو باہر ایک طرف بٹھا کر باندھ دیا۔ وہاں اسے ایک عجیب واقعہ پیش آیا جسے اس نے اس طرح بیان کیا:۔

---

[1] الفرزدق کا تعلق بنو تمیم کی ایک شاخ مجاشع بن دارم سے تھا۔ وہ بصرہ کے مقام پر تقریباً ۲۰ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اصل نام ہمام بن غالب بن صعصعہؓ ہے۔ اس کے باپ دادا سخاوت میں بہت مشہور تھے لیکن اس کے اپنے ابتدائی حالات پردۂ تاریکی میں ہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ اس کے والد نے جنگِ جمل کے بعد اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ جوانی ہی میں ایک قادر الکلام شاعر ہو گیا۔ رفتہ رفتہ وہ اُموی دَور کے تین نامور ہجو گو شاعروں میں شمار ہونے لگا دوسرے دو جریر اور اخطل تھے۔ فرزدق نے بعد میں مدحیہ و استعطا فیہ قصائد بھی بکثرت لکھے اور دوسری اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی کی۔ جس زمانے میں زیاد بن ابیہ عراق کا گورنر تھا، فرزدق نے کچھ ایسے اشعار کہے جن سے وہ برہم ہو گیا۔ فرزدق بصرہ سے بھاگ کر مدینہ کے گورنر سعیدؓ بن العاص کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا لیکن بعد کو مروان بن الحکم نے اسے وہاں سے بھی نکال دیا۔ زیاد کے انتقال کے بعد وہ پھر بصرہ چلا گیا۔ ابتداء میں اس کے تعلقات بنو امیہ سے اچھے نہ تھے لیکن بعد میں بہت اچھے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے ان میں سے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"مجھے وہاں بیٹھے کچھ دیر گزری تھی کہ ایک حسین لڑکی جس کی آنکھیں ہیروں کی طرح چمکتی تھیں، آئی اور پوچھا، یہ کس کی اونٹنی ہے! ایک سیاہ فام کنیز نے جو پہلے سے میرے پاس بیٹھی تھی، کہا، تمہارے اس مہمان کی۔

اس نے میری طرف رخ کر کے کہا، "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ"!
میں نے سلام کا جواب دیا تو اس نے پوچھا، آپ کس قبیلے سے ہیں؟
میں نے کہا، بنی حنظلہ سے۔
اس نے پوچھا، بنی حنظلہ کے کون سے خاندان سے؟
میں نے کہا، بنی نہشل سے۔
اس پر وہ مسکرائی اور کہا، تو آپ ان لوگوں سے ہیں جن کے گھرانے کی فرزدق نے تعریف کی ہے۔

ان الذی سمك السما بنی لنا
بیتًا دعائمه اعز و اطول

(بے شک جس ذات نے آسمان کو بلند و بالا بنایا ہے اس نے ہمارے لیے ایسا گھر تعمیر کیا ہے جس کے ستون نہایت مضبوط اور بڑے طویل ہیں۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)
بعض کی شان میں مدحیہ قصائد بھی کہے۔ ایک دفعہ اس نے حج کے موقع پر خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے سامنے سیدنا حضرت علیؓ بن حسینؓ (زین العابدین) کی شان میں ایسا زوردار قصیدہ کہا کہ لوگ انگشت بدنداں ہو گئے۔ دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق "نفس پرستی، بزدلی، ظلم اور خود نمائی فرزدق کے نمایاں اوصاف تھے۔" ان اوصاف کے باوجود شاعری میں اس کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ جو کہتا تھا، لوگوں کے دلوں پر نقش ہو جاتا تھا۔ جریر اور اخطل سے اس کی اکثر نوک جھونک رہتی تھی۔ فرزدق نے ۱۱۴ھ میں سو سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے پیچھے ایک بسیط دیوان چھوڑا۔
(دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۵- ابن خلکان)

marfat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بيتاً زرارة محتب بفنائه
ومجاشع ابوالفوارس نهشل

(ایسا گھر جس میں بڑے بڑے نامور لوگ آتے رہے اور مجاشع ابوالفوارس بھی آچکے ہیں ۔)

میں نے کہا، ہاں ___ اور مجھ کو یہ شعر بہت پسند آئے پھر وہ ہنسی اور کہا لیکن ابن الخطفی نے تمہارے اس گھر کو اپنے اس شعر سے ڈھا دیا ہے :

اخزى الذى رفع السماء مجاشعًا
وبنى بناء بالحضيض الاسفل

(یعنی) جس ذات نے آسمان کو رفعت عطا کی ہے اس نے مجاشع کو ذلیل و رسوا کر دیا اور اس کے لیے سب سے نیچے خشک جگہ میں ٹھکانا بنایا ہے)

یہ شعر سن کر میری طبیعت مکدر ہو گئی اور اس کے آثار میرے چہرے پر بھی نمودار ہوئے ۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا، آپ رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ زمانے کا یہی دستور ہے کہ ایک کہتا ہے اور ایک سنتا ہے ۔

پھر اس نے پوچھا : "آپ کہاں جائیں گے ۔"

میں نے کہا ۔ "یمامہ"

اس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا ___ "آپ کی منزلِ مقصود آپ کے سامنے ہی ہے ۔" پھر اس نے یہ شعر پڑھا :

تذكرنى بلاداً خير اهلى
بها اهل المروءة والكرامة

(تو نے مجھے ایسا علاقہ یاد دلایا ہے جس کے باشندے میرے بہترین ساتھی ہیں جو بڑی مروت اور بزرگی کے حامل ہیں ۔)

میں نے پوچھا ___ "تمہارا عقد ہو گیا ہے یا نہیں ؟

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس نے جواب دیا ؎

اذا رقد النیام فان عمرا
تورقه الھموم الی الصّباح

(جب سونے والے گہری نیند سو جاتے ہیں تو عمرو کو تفکرات صبح تک بیدار رکھتے ہیں)

میں نے پوچھا —— "یہ عمرو کون ہے؟

اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

سالت ولو علمت کففت عنه
ومن لك بالجواب سوی الخبیر

(تو نے (عمرو کے بارے میں) پوچھا ہے اگر تجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوتا تو اس سوال سے رک جاتا بجز خوب جاننے والے کے اور تجھے اس کا جواب کون دے سکتا ہے)

پھر کچھ اور شعر پڑھے اور دفعتہً خاموش ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ سن رہی ہے۔ پھر اس کی زبان پر یہ شعر جاری ہو گئے۔

یخیل لی هیا عمرو بن کعب
کانك قد حملت علی السریر

(مجھے خیال ہوتا ہے کہ اے عمرو بن کعب — گویا لوگ تیرا جنازہ اٹھائے لیے جا رہے ہیں)

فان تك هکذا یا عمرو انی
مبکرة علیك الی القبور

(پس اے عمرو اگر یہ بات ہے تو میں — صبح سویرے تیرے پاس قبروں میں پہنچوں گی)

یہ کہہ کر اس نے ایک دلدوز چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر اس طرح گری کہ گرتے ہی دم نکل گیا۔

میں نے لوگوں سے پوچھا: "یہ لڑکی کون ہے؟"

انہوں نے بتایا: "ضحاک بن عمرو بن محرق بن نعمان بن منذر بن

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالاسماء کی بیٹی عقیلہ ہے ؟" میں نے کہا۔ " یہ عمرو کون شخص ہے ؟"
انہوں نے بتایا " اس کا چچیرا بھائی عمرو بن کعب بن محرق ۔"
میں وہاں سے رخصت ہو کر یمامہ پہنچا تو میں نے عمرو بن کعب کو تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکا ہے اور عین اس وقت عقیلہ چیخ مار کر گری تھی، اس کو یمامہ میں دفنایا جا رہا تھا۔" (کتاب الاغانی)

حضرت اُمِّ علقمہؒ مولاۃ عائشہ صدیقہؓ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شاگرد تھیں۔ ان سے تربیت پا کر بڑی عالمہ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے ام المؤمنین سے روایت کی ہے اور ان کے فرزند علقمہ بن ابی علقمہ حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ (طبقات ابن سعدؒ)

بلجاء خارجیہ

امیر معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں بلجاء ایک مشہور خارجیہ گزری ہے۔ وہ بڑی بہادر، نڈر، تعلیم یافتہ، عصمت مآب، عابدہ اور زاہدہ عورت تھی لیکن بدقسمتی سے خوارج میں شامل ہو گئی تھی اور حکومت کے خلاف شورش اور ہنگاموں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتی تھی۔ امیر معاویہؓ کے گورنر عراق زیاد بن ابیہ کو اس کی باغیانہ سرگرمیوں کی خبر ہوئی تو اس نے قسم کھائی کہ بلجاء اس کے ہاتھ آ گئی تو وہ اس کو عبرتناک سزا دے گا۔ بلجاء کو زیاد کی قسم کے بارے میں بتایا گیا تو وہ مطلق ہراساں نہ ہوئی اور اپنی سرگرمیوں میں برابر مشغول رہی۔ آخر وہ زیاد کے ہاتھ آ گئی اُس نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر اس کی لاش سڑک پر پھینکوا دی۔ (تاریخ خوارج)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُمِّ علقمہ

حجاج بن یوسف ثقفی پہلی صدی ہجری میں بنو امیہ کا مشہور فوجی افسر اور گورنر گزرا ہے۔ وہ اپنی بعض خوبیوں اور کارناموں کے باوجود تاریخ میں ایک ظالم اور سفاک انسان کی حیثیت سے مشہور ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اُموی حکومت یا اپنے مخالفین پر قابو پا کر ان سے نہایت بے رحمانہ سلوک کرتا تھا۔ اس کی سفّاکی کا شکار ہونے والے لوگوں میں صحابۂ کرامؓ بھی شامل تھے اور تابعینؒ بھی۔ عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت میں اس نے مکّہ معظّمہ پر قبضہ کرنے کے لیے خانۂ کعبہ پر منجنیقوں کے ذریعے پتھر برسانے سے بھی گریز نہ کیا۔ جلیل القدر صحابیہ حضرت اسماءؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ نے اس کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی رُو سے سفّاک ٹھہرایا۔ جس زمانے میں حجاج عراق کا گورنر تھا، خوارج کے ساتھ سرکاری فوج کے کئی معرکے ہوئے۔ علماءِ اسلام نے اگرچہ خوارج کو مردود و مبغوض ٹھہرایا ہے لیکن ساتھ ہی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ قرنِ اوّل کے خوارج بڑے جانباز لوگ تھے اور اپنے مقصد کی خاطر جان پر کھیل جانا ان کے نزدیک بہت معمولی بات تھی۔ پھر ان کی زندگی (معاشرت) بہت سادہ بلکہ زاہدانہ ہوتی تھی اور وہ عبادتِ الٰہی سے بہت شغف رکھتے تھے۔ اُموی فوج کے خلاف لڑنے والے خارجیوں میں اُمِّ علقمہ نام کی ایک انتہائی دلیر اور جنگجو عورت بھی تھی۔ اس نے ہر معرکے میں ایسی جرأت اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا کہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ گئی۔ بدقسمتی سے ایک لڑائی میں وہ سرکاری فوج کے ہاتھ گرفتار ہوگئی اور اسے حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ چونکہ حجاج نے اس کے ہم مسلک لوگوں پر قابو پا کر ان کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر ہلاک کیا تھا اس لیے وہ اس سے سخت نفرت کرتی تھی۔ دشمن کے قبضے میں ہونے کے باوجود اس کے طنطنے میں کوئی

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کمی نہ آئی اور وہ حجاج کی طرف سے منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔ حجاج نے اس سے مخاطب ہو کر کہا ــــ " اے خارجیہ میرے منہ کی طرف دیکھ "

اُمِّ علقمہ نے نہایت حقارت اور نفرت کے ساتھ کہا ــــ " جو منہ بارگاہِ خداوندی سے مردود ہو چکا ہے میں اس کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ "

حجاج نے غضب ناک ہو کر اپنے مصاحبوں سے پوچھا، " اس گستاخ عورت کے خون کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ " سب نے بیک زبان کہا۔ " حلال ہے "

یہ سُن کر اُمِّ علقمہ خوفزدہ ہونے کے بجائے مسکرانے لگی۔

حجاج اس کو ہشاش بشاش اور متبسّم دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اس سے پوچھا: " اس موقع پر جب کہ موت تیرے سر پر کھڑی ہے تو کیوں مسکرا رہی ہے؟ "

اُمِّ علقمہ نے کہا، " اس لیے کہ تیرے مصاحبوں نے تیرے دوست کے مصاحبوں کو بھی مات کر دیا۔ "

حجاج نے پوچھا: " وہ کون میرا دوست ہے؟ "

اُمِّ علقمہ بولی: " فرعون ــــ اس نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں اپنے درباریوں اور مصاحبوں سے مشورہ کیا تو ان سب نے یک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ ارجہ واخاہ یعنی اس کو اور اس کے بھائی کو چند روز کی مہلت دے لیکن تیرے مصاحب فرعون کے مصاحبوں کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ ایک عورت کے قتل کا مشورہ دے رہے ہیں۔ "

حجاج پر اُمِّ علقمہ کی باتوں کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسے آزاد کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ رخصت ہونے لگی تو اس سے کہا جا میں تجھے مہلت دیتا ہوں اپنے گھر بیٹھ اور اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔

(مشاہیر النساء۔ مشاہیر نسواں)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہنیزہ والدۂ شبیب خارجی

غزالہ زوجۂ شبیب خارجی

شبیب بن نعیم شیبانی پہلی صدی ہجری میں خوارج[1] کا ایک مشہور سردار گزرا ہے۔ ۷۶-۷۷ھ ہجری میں اس نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ یہ عبدالملک بن مروان کا زمانہ خلافت تھا اور حجاج بن یوسف ثقفی اس کی طرف سے عراق کا گورنر تھا۔ شبیب ایک آزمودہ کار جنگجو اور جانباز آدمی تھا۔ اس نے متعدد معرکوں میں اپنی قلیل جمعیت کے باوجود سرکاری فوجوں کو تابڑ توڑ شکستیں دیں۔ ان معرکوں میں اس کی والدہ جہنیزہ اور بیوی غزالہ بھی اس کے ساتھ ہوتی تھیں اور اس کے پہلو بہ پہلو سربکف ہو کر لڑتی تھیں۔ غزالہ کی جانبازی کی یہ کیفیت تھی کہ ایک لڑائی میں اس کا حجاج سے سامنا ہو گیا، اس نے ایسی پامردی سے حجاج کا مقابلہ کیا کہ وہ پیچھے ہٹنے پر

---

[1] خوارج کی بنیاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں اس وقت پڑی جب انہوں نے اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنگ صفین) میں حضرت ابو موسیٰ الشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کو حَکَم (ثالث) بنایا۔ یہ لوگ ڈیڑھ سو سال تک عالم اسلام میں نت نئے فتنے اٹھاتے رہے۔ بلاشبہ جانبازی، جرأت و بسالت، بے جگری اور زہد و عبادت میں خوارج اپنی مثال آپ تھے لیکن افسوس کہ ان کے ان اوصاف کا صرف بے محل ہوا۔ وہ گمراہی اور ضلالت کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ یہی وہ لوگ تھے جن کے بارے میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ وہ دین سے ایسے ہی جدا ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے جدا ہوتا ہے۔ قرن اوّل و دوم میں ان

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجبور ہو گیا اور پھر کبھی خود غزالہ کے مقابل نہ ہوا۔ یہ وہی حجاج تھا جس سے سارا عراق اور حجاز کانپتا تھا۔ ایک شاعر اسی واقعہ کو اس طرح نظم کر کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لوگوں نے قیامِ عدل و شریعت کے نام پر سرفروشی کے حیرت انگیز مظاہرے کیے لیکن جن علاقوں پر وہ قابض ہو جاتے وہاں ان کی جانبازی اور بے جگری سنگ دلی کا روپ دھار لیتی اور وہ مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عام لوگوں میں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا وہ مختلف فرقوں میں بٹتے گئے۔ ان کے مشہور فرقے یہ تھے:

نجدات، ازارقہ، جازمیہ مجہولیہ، صلیتیہ، ظفریہ، بہیسیہ، حکمیہ، میمونیہ، صفریہ، حروریہ، اباضیہ وغیرہ۔

ان میں سے چند اہم فرقوں کے عقائد حسب ذیل ہیں:

نجدات: دروغ گوئی اور گناہِ صغیرہ پر اصرار شرک ہے۔ ہاں اگر کوئی اجتہاد کی بنا پر غلطی کرے تو وہ معذور ہے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت طلحہؓ اور ان کے ساتھی نعوذ باللہ کافر ہو گئے کیونکہ انہوں نے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کے حکمِ ربانی سے انحراف کیا۔

ازارقہ: تمام غیر خارجی کافر ہیں۔ جہاد سے جی چرانے والا مومن نہیں ہو سکتا۔ فتنہ سے بچنے کے لیے عزلت گزیں ہونا بھی کفر ہے۔ اس لیے سارا دار الاسلام، دارِ فتنہ میں دار الحرب کی حیثیت رکھتا ہے جہاں کے باشندوں کا قتل، ان کے بچوں کا قتل اور مال کا غصب کرنا جائز ہے۔ گناہِ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے۔ غیر خارجیوں سے رشتہ مناکحت قائم کرنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا ناجائز ہے۔

ظفریہ: جنت دوزخ یا عام پیغمبروں کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا البتہ خدا کا انکار یا اس کی ذات سے عدمِ واقفیت سے کفر لازم آ جاتا ہے۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجاج کو ملامت کرتا ہے:

اسد علیّ دفی الحروب نعامة
فتخاء تصفر من صفیر الصافر
ھلا برزت الی غزالة فی الوغیٰ
بل کان قلبك فی جناح الطائر

یعنی حجاج مجھ پر تو شیر ہے لیکن معرکوں میں بزدل۔ وہ سست شتر مرغ کی طرح بزدل ہو جاتا ہے۔

حجاج! تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلہ میں کیوں نہ نکلا اور نکلتا کیونکر! تیرا تو دل دھڑک رہا تھا۔

پیہم کامیابیوں سے شبیب کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی کہ اس نے عراق کے دارالامارت کوفہ کا رُخ کیا۔ حجاج نے سوید بن عبدالرحمٰن اور عثمان بن قطن کو دو دو ہزار فوج کے ساتھ شبیب کو دو سمتوں سے روکنے کے لیے بھیجا۔ شبیب بہادری سے لڑتا ہوا حیرہ کی طرف نکل گیا، پھر کچھ دور آگے جاکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

میمونیہ: سورۂ یوسف قرآن کا جزو نہیں۔ پوتیوں نواسیوں، بھانجیوں اور بھتیجیوں سے نکاح جائز ہے۔

اباضیہ: یہ دوسرے فرقوں سے نسبتاً کم متشدد تھے۔ غیر خارجیوں میں شادی بیاہ جائز سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک خارجی غیر خارجی کا وارث ہو سکتا ہے۔ یہ کسی شخص کو اس وقت تک قتل نہیں کرتے تھے جب تک اسے "دعوتِ اسلام" نہ دے لیں۔ حجت نہ قائم کر لیں اور اعلانِ قتال نہ کر دیں۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں ان کے عقائد قریب قریب یکساں تھے۔ ان کی اپنی الگ فقہ ہے عبداللہ بن زید، یحییٰ ابن کامل، سعید بن ہارون وغیرہ ان کے مشہور فقیہا ہیں۔ انہوں نے عقائد و مسائل شرعیہ میں کتابیں لکھی ہیں۔ (تاریخ خوارج۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ سیر ابن زبیر وغیرہ)

marfat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"